# بدر نامہ

رزمیہ مسدس

علیم ناصری

# بدرنامہ

(ایک رزمیہ)

علیم ناصری

اے برتر از خیال و قیاس وگمان و وہم
وز ہر چہ گفتہ اند وشنیدیم وخواندہ ایم
منزل تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ماہم چناں دراولِ وصفِ تو ماندہ ایم

دارالاندلس، لاہور

| | |
|---|---|
| اشاعت اول | ستمبر ۲۰۰۲ |
| کمپوزنگ | الاشراق کمپوزنگ سنٹر، لاہور |
| مطبع | |
| قیمت | ۱۰۰/- روپے |
| اہتمام اشاعت | دارالاندلس، لاہور |


# انتساب

## عالمہ فاضلہ اور مجاہدہ بیٹی امِ حماد کے نام

جس کے دونو جوان جگر گوشے وادیِ کشمیر میں دادِ شجاعت دیتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہوئے تھے- اس صابرہ وشاکرہ والدہ کے بقول جنید ابو جہاد اور جواد ابونعمان نے وصیت کی تھی کہ ان کی شہادت کو مشتہر نہ کیا جائے--- اللہ اکبر!

اگر یہ وصیت مجھے معلوم نہ ہوتی تو میں بدرنامہ کا انتساب پندرھویں صدی ہجری کے ان معاذ ومعوذ کے نام کرتا-

اللہ تعالیٰ ان کی یہ بےلوث قربانی قبول فرمائے-

# حرفِ سپاس

ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک پر مشتمل میری مثنوی ''شاہنامہ بالاکوٹ'' کی دوسری جلد ۲۰۰۰ء میں تکمیل کو پہنچ کر شائع ہوئی- اس سے پہلے میری شاعرہ بیٹی ام حماد نے سورہ انفال کی منظوم شرح بحوالہ جنگ بدر بطور مثنوی لکھنا شروع کر رکھی تھی جس کا ایک حصہ میرے پاس نظر ثانی کے لیے بھیجا گیا تھا- سوئے اتفاق سے وہ میرے ہاں سے غائب ہو گیا- تلاش بسیار کے بعد اس کی تلافی کی صورت یہ نکلی کہ میں نے خود اس بار کو اٹھا لیا کیونکہ آں عزیزہ کو عدیم الفرصتی کے باعث دوبارہ مثنوی لکھنا مشکل تھا- میں نے اس کے لیے مثنوی کی بجائے مسدس کی ہئیت اختیار کی اور بنام حق و بعونِ حق اس کام پر کمر باندھ لی- اس کے لیے کم و بیش چھ ماہ صرف ہوئے اور دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ ''بدرنامہ'' کے عنوان سے یہ معرکہ رمضان المبارک (۱۴۲۲ھ) کے اختتام (۱۶ اکتوبر ۲۰۰۱ء) پر تکمیل پذیر ہو گیا--- الحمدللہ علیٰ ذالک !!

اس کی کمپوزنگ میرے بیٹے (خالد علیم) نے اپنے کمپوزنگ سنٹر (الاشراق) سے کی اور بیشتر مقامات پر بعض تسامحات کی اصلاح میں بھی مدد کی- اس پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے- فسبحان اللہ العظیم!!

علیم ناصری

۲۸ دسمبر ۲۰۰۱ء

# مندرجات


| | | |
|---|---|---|
| ۱- | حمدِ ربِ ذوالجلال | ۱۱ |
| ۲- | مشرکینِ مکہ کی تشویش اور مسلمانوں پر جبر وتشدد | ۱۹ |
| ۳- | سردارانِ مکہ کی ابوطالب کو دھمکی | ۲۳ |
| ۴- | ابوطالب کی تشویش اور رسول اللہؐ کا جرأت مندانہ جواب | ۲۵ |
| ۵- | رسول اللہؐ کے قتل کی کوشش اور گستاخیاں | ۲۸ |
| ۶- | ابن ابی معیط کی رذیل حرکت | ۳۰ |
| ۷- | حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ بن خطاب کا اسلام لانا | ۳۱ |
| ۸- | ابوجہل کا قاتلانہ حملہ | ۳۳ |
| ۹- | سفرِ طائف | ۳۸ |
| ۱۰- | معراج النبیؐ | ۴۰ |
| ۱۱- | مختلف قبائل کو اسلام کی دعوت | ۴۲ |
| ۱۲- | بیعت عقبہ | ۴۴ |
| ۱۳- | قریش کی باہمی مشاورت | ۴۵ |
| ۱۴- | رسول اللہؐ کی ہجرت | ۵۰ |
| ۱۵- | قریش تلاش مصطفےٰؐ میں | ۵۷ |
| ۱۶- | غارِ ثور سے روانگی | ۶۰ |
| ۱۷- | سراقہ بن مالک-تعاقب میں | ۶۳ |
| ۱۸- | اُمِ معبد کے ہاں | ۶۸ |
| ۱۹- | مدح رسولؐ بزبان اُمِ معبد | ۷۲ |
| ۲۰- | قافلہ حق رواں دواں | ۷۴ |
| ۲۱- | شاہراہِ شام پر | ۷۶ |
| ۲۲- | محبانِ منتظر | ۷۹ |
| ۲۳- | قباء میں رسولؐ اللہ کا استقبال | ۸۲ |

۲۴- مدینہ میں ورود ۸۴
۲۵- قیام گاہِ مصطفیٰؐ ۸۶
۲۶- اسلامی معاشرے کی تشکیل جدید ۸۸
۲۷- مشرکین مکہ کا عناد ۹۰
۲۸- اِذنِ جنگ ۹۵
۲۹- شاہراہِ شام پر معاہدے اور طلایہ گردی ۹۷
۳۰- جنگ بدر کے ظاہری اسباب ۹۸
۳۱- قریش مکہ کی لشکرکشی ۱۰۱
۳۲- ابوسفیان کا تجارتی قافلہ ۱۰۴
۳۳- قریشِ مکہ کا فخر وغرور ۱۰۵
۳۴- اسلامی لشکر کی روانگی ۱۰۷
۳۵- وادیِ ذفران ۱۰۹
۳۶- مہاجر وانصار کا اظہارِ اطاعت ۱۱۱
۳۷- سوئے میدانِ کارزار ۱۱۳
۳۸- لشکرِ قریش کے متعلق معلومات ۱۱۴
۳۹- لشکرِ اسلام کی کیفیت ۱۲۱
۴۰- بارانِ رحمت ۱۲۳
۴۱- لشکرِ اسلام کا مستقر ۱۲۵
۴۲- عریش رسولؐ ۱۲۸
۴۳- رسولِؐ رحمت کی شان ۱۳۲
۴۴- قریش کا جاسوس ۱۳۳
۴۵- حکیم ابن حزام کا مشورہ ۱۳۶
۴۶- ابوجہل کی برہمی ۱۴۰
۴۷- عتبہ کی جنگ پر آمادگی ۱۴۲
۴۸- اسود مخزومی اور حضرت حمزہؓ ۱۴۳
۴۹- عتبہ کی مبارز طلبی ۱۴۵





۵۰- لشکرِ اسلام کی صف بندی اور سوادؓ بن غزیہ ۱۵۰
۵۱- رسولؐ اللہ کی ہدایات ۱۵۳
۵۲- پُرہجوم حملہ ۱۵۵
۵۳- نزولِ ملائکہ ۱۵۹
۵۴- رسولؐ اللہ میدانِ کارزار میں ۱۶۰
۵۵- جوابی حملے کا حکم ۱۶۲
۵۶- احکام رسولؐ اور غازیانِ بدر کے ایمان افروز کارنامے ۱۶۵
۵۷- ملائکہ کی کارفرمائی ۱۶۸
۵۸- حضرت عباس بن عبدالمطلب کی گرفتاری ۱۶۹
۵۹- ابلیس کا غرور ۱۷۱
۶۰- ابوجہل کا قتل ۱۷۳
۶۱- دوسری روایت ۱۷۵
۶۲- عبداللہؓ بن مسعود اور ابوجہل ۱۷۸
۶۳- امیہ بن خلف کا قتل ۱۸۱
۶۴- عکاشہ بن محصن اسدی کی تلوار ۱۸۵
۶۵- لشکرِ قریش کی شکستِ فاش ۱۸۷
۶۶- مقتولین سے خطاب ۱۸۹
۶۷- مکہ میں شکست فاش کی خبر ۱۹۳
۶۸- اہلِ مدینہ کو نوید فتح ۱۹۵
۶۹- مالِ غنیمت کی تقسیم ۱۹۹
۷۰- مدینے کو مراجعت کا سفر ۲۰۱
۷۱- لشکرِ منصور کا مدینے میں ورود ۲۰۵
۷۲- قیدیوں سے حسن سلوک ۲۰۶
۷۳- حواشی وتعلیقات ۲۰۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حمد ربِّ ذوالجلال

حمد و ثنائے مالک کون و مکاں کروں
توصیف کارسازِ زمین و زماں کروں
تعریف خالق ملک و انس و جاں کروں
طاقت کہاں کہ اس کے محامد بیاں کروں
وہ ذات پاک ذوالقدر و ذوالجلال ہے
اس کی ثنا زبانِ بشر سے محال ہے
اپنا کلام اپنے رسل پر اتار کر
ہم کو کیا ہے اپنے محاسن سے باخبر
معبود ورنہ بندوں کے تھے سب شجر حجر
کامل بھی سجدہ ریز تھے، ناقص کے تھان پر
آدم کے بعد کتنے رسول آئے اور گئے
پھر بھی بنائے لوگوں نے ٹھاکر نئے نئے



کعبہ کہ حق تعالیٰ کا بیت الحرام تھا
ہر اک کا محترم تھا، مقدس مقام تھا
معبد تھا پاک، سجدہ گہ خاص و عام تھا
زائر کا آستان طواف دوام تھا
توحید ایک عرصہ رہی اس میں محترم
پھر رفتہ رفتہ آ بسے اس میں کئی صنم
لایا گیا ہبل بھی یہاں بعل و لات بھی
عزیٰ بھی، نائلہ بھی، سواع و منات بھی
ودّ و یغوث و نسر بھی، فسر و فرات بھی
رکھا تھا کوئی ضامن موت و حیات بھی
کوئی بہت حسین تھا کوئی بہت کریہ
تھی قریہ قریہ ان ہی غرانیق کی شبیہ
گھر گھر میں یہ بزرگ شبیہیں دھری گئیں
پتھر تراش کر انھیں شکلیں یہ دی گئیں
لکڑی کی مورتیں بھی، بتوں کی گھڑی گئیں
دیوار و در پہ نقش تصاویر کی گئیں
بے جان، جانداروں کے حاجت روا بنے
از خود جو ہل نہ سکتے تھے، مشکل کشا بنے

گم کردہ راہی صدیوں عرب میں بپا رہی
پتھر کے آگے سجدہ گزاری روا رہی
قربانی ان ستھانوں پہ قبیلہ نما رہی
اللہ کی عبادت انھیں جاں گزا رہی

خود گھڑ لیے ہر ایک نے اپنے کئی الٰہ
اس کفر و شکر کے در و دیوار تھے گواہ

پتھر کے ٹھاکروں سے تہی تھیں نہ بستیاں
لوگوں کی یہ بزرگ تھیں، برتر تھیں ہستیاں
تاہم قبیلوں میں تھیں بڑی چیرہ دستیاں
کرتے تھے میلوں ٹھیلوں میں بڑھ چڑھ کے مستیاں

غارت گری کے فن میں بڑے شہسوار تھے
لیکن بتوں کے سامنے پرہیز گار تھے

باہم لڑائیوں میں زمانے گزارتے
پاتے جہاں، حریف کو بے کھٹکے مارتے
ہر نوجواں کو قتل عدو پر ابھارتے
اور قتل ہی سے قتل کا بدلہ اتارتے

آنکھوں پہ جہل و ضد کا تھا پردہ پڑا ہوا
سرتا بہ پا بشر تھا گنہ میں گڑا ہوا



ان کی معاش اور معیشت تھی واژگوں
تھی کیفیت عقاید و اعمال کی زبوں
در پر بتانِ دہر کے رہتے تھے سرنگوں
عصبیت و انا کا تھا سر میں مگر جنوں

سردار ہر قبیلے کا بالفعل شاہ تھا
بپھرا ہوا غرور میں ہر کج کلاہ تھا

آخر یہ قوم بیشتر آلِ خلیل تھی
مقبول کچھ بدرگہ رب جلیل تھی
متولی اس کے گھر کی بلا قال و قیل تھی
خدمت میں حاجیوں کی بھی یہ بے مثیل تھی

اللہ اہل مکہ پہ یوں مہرباں ہوا
ختمِ رسلؐ دیا تو اسی قوم کو دیا

گھر مطلب کے شمسؐ زماں کا ہوا نزول
کس کو خبر تھی حق کا ہے یہ آخری رسولؐ
آباد شہر مکہ میں تھی ملت جہول
لیکن عقیدہ اس کا نہ وہ کر سکا قبول

معبود پتھروں کو بناتا نہ تھا کبھی
استھان پر کسی کے بھی جاتا نہ تھا کبھی

اخلاق کی بلندیاں اس کا شعار تھا
ہر غم نصیب کا وہ سدا غم گسار تھا
ہر بے قرار کے لیے وجہِ قرار تھا
کمزور و بے نوا کا سدا جنبہ دار تھا
ہمدرد و ہم جلیس تھا ہر کم نصیب کا
تھا خیر خواہ بے کس و بے گھر غریب کا
وہ صادق اللسان محمدؐ کریم تھا
ہر ایک دردمند کے حق میں رحیم تھا
تھا یاورِ یتیم کہ خود بھی یتیم تھا
نادار و نارسا کا شفیق و ندیم تھا
وعدے کا سچا، مال دگر کا امین بھی
ہر ایک کا رفیق و مشیر و معین بھی
ہر اک کے دل میں اس کے لیے احترام تھا
ہر اک زباں پہ اس کا محبت سے نام تھا
ہر ایک کام اس کا پسندیدہ کام تھا
ہر طور اس کا بہرِ فلاحِ عوام تھا
مخدوم تھا کہیں تو کہیں خادمِ انام
آقاؤں کا وہ آقا، غلاموں کا تھا غلام



اس کی ہر ایک بات تھی مکہ میں معتبر
اس کا ہر ایک قول ہوا نقش کالحجر
اس کا ہوا اسیر کہ جو آ گیا ادھر
بس اس کا ہو کے رہ گیا جس پر پڑی نظر
روئے حسین، غیرتِ ماہِ مبین تھا
نکلا زباں سے جو بھی کلام، انگبین تھا
یہ کیفیت بپا رہی چالیس سال تک
پہنچا نہ اس کے کوئی بھی فکر و خیال تک
کوئی نظر گئی نہیں اس کے کمال تک
جانا اگر گیا بھی تو قال و مقال تک
آ کر حرا سے اس نے دکھائی نئی جو راہ
لوگوں کے ہوش اڑ گئے سنتے ہی لا الٰہ
یہ قوم ناسپاس و ستم کار قوم تھی
بدخواہ و بدنگاہ و بداطوار قوم تھی
پتھر کے ٹھاکروں کی پرستار قوم تھی
اور ان 'خداؤں' کی وہ مددگار قوم تھی
معبود صرف ایک ہی کرتی وہ کیا پسند
جب اس قدر 'خداؤں' کی وہ تھی نیازمند

کوئی الٰہ ہی نہیں اللہ کے سوا'
یہ کہہ کے اُسؐ نے چھتہ بھڑوں کا ہلا دیا
اس کے خلاف خرد و کلاں اٹھ کھڑا ہوا
جو پہلے خیر خواہ تھا' بدخواہ ہو گیا

سردار تھے جو مکہ کے سب سیخ پا ہوئے
اللہ کے رسولؐ پہ بے حد خفا ہوئے

کچھ لوگ مکہ ہی میں تھے طبع سلیم کے[1]
تھے قلب و جاں سے حامی رسولؐ کریم کے
وہ بن گئے موحد الٰہ العظیم کے
تھے ہم قدم نبیؐ کے' مخالف غنیم کے

چھوڑا نہ ساتھ انھوں نے نبیؐ کا تمام عمر
رہنے دیا نہیں انھیں تنہا تمام عمر

وہ سرفروش حق کے لیے جا بہ جا رہے
تبلیغ دیں میں محو وہ صبح و مسا رہے
گو مشکلات سے وہ نبرد آزما رہے
قرآن کے وہ ہر جگہ پرچم کشا رہے

اسلام کے یہ پہلے وفادار لوگ تھے
جاندار و جاں نثار و فداکار لوگ تھے



کوئی اصیل لوگ تھے' کوئی غلام تھے
لیکن تمام فطرتاً خیر انام تھے
سارے ہدیٰ کی راہ میں شائستہ گام تھے
حضرتؐ کے اولین صحابہ کرامؓ تھے[2]

تھے راسخ العقیدہ' وہ سنجیدہ لوگ تھے
اللہ اور رسولؐ کے گرویدہ لوگ تھے

تھی چھپ چھپا کے شہر میں تبلیغ دیں ابھی
آواز حق مکانوں سے اٹھتی دبی دبی
ارقمؓ کے گھر کبھی تو کسی اور گھر کبھی
ہوتے اکٹھے گردِ رسولؐ خدا سبھی

جمعیت اس طرح بنی اصحاب خیر کی
جس میں تمیز ہی نہ تھی اپنے کی' غیر کی

آپس میں بھائی بھائی تھے' باہم رحیم تھے
ہر اک معاملے میں شریک و سہیم تھے
باہم دگر شفیق و رفیق و ندیم تھے
یک سو تھے' رہروان رہ مستقیم تھے

اللہ اور نبیؐ کے سبھی جاں نثار تھے
اسلام و شرع و دین ہدیٰ کا وقار تھے

# مشرکین مکہ کی تشویش

## اور مسلمانوں پر جبر وتشدد

تعداد بڑھ رہی تھی اِدھر مومنین کی
تشویش تھی شدید اُدھر مشرکین کی
ہر صبح و شامِ مکہ علامت تھی دین کی
حالت بدل رہی تھی مکان و مکین کی
لوگ آ رہے تھے شوق سے اسلام کی طرف
تھے کان سب کے اس نئے پیغام کی طرف
تھی تند و تیز سیل ہدیٰ کی ہر ایک موج
اسلام رفتہ رفتہ یہاں پا رہا تھا اوج
کچھ یکہ یکہ آتے کوئی آتے زوج زوج
مجمع یہ اہل حق کا بنا جا رہا تھا فوج
یہ صورت اہل مکہ کو بے حد گراں ہوئی
تبلیغ حق لعینوں کو آزارِ جاں ہوئی



جس کا کوئی عزیز مسلمان ہو گیا
کہتے کہ اس نے چھوڑا ہے آبا کا راستا
گستاخ ہے ہمارے بزرگان دین کا
اب یہ گناہگار ہے اور قابل سزا
یہ کہہ کے پورے زور سے مجرم کو پیٹتے
دیتے کچوکے اور زمیں پر گھسیٹتے
ایسی ہی ماریں کھائیں جناب بلالؓ نے
ایذائیں دیں یہ ابن خلف بدخصال نے
بے حد ستم اٹھائے تھے یاسرؓ کی آل نے
توڑے پہاڑ جبر کے ہر بد مآل نے
پاتے رہے سزائیں کئی لونڈیاں غلام
مومن بچا، نہ کوئی سفید و سیاہ فام[3]
ایذا نبیؐ کریم نے بھی پائی جا بجا
کعبے میں سجدہ ریز تھے اک روز مصطفیؐ
لائے تماش[4] بین وہاں اوجھ اونٹ کا
اور پشت پر حضورؐ کی چپکے سے رکھ دیا
ہنس ہنس کے بدقماش بجاتے تھے تالیاں
گندی زباں سے بکتے تھے ہر وقت گالیاں[5]

دن رات راستہ تھا نبی پاکؐ کا جہاں
کانٹے بکھیرتی تھی زن بولہب وہاں
بدبخت کوڑا پھینکتی پیش و پس مکاں
حَمَّالَةَ الحَطَب کہ تھی بے حد ضرر رساں

دلوائی بولہب نے جو نورین کو طلاق
ظالم نے اپنے زعم میں دکھلایا یوں شقاق

چھپ چھپ کے گھاٹیوں میں نمازیں پڑھی گئیں
ٹکر سے بچنے کی یہ تدابیر کی گئیں
ارقمؓ کے گھر میں مجلسیں ترتیب دی گئیں
تبلیغ کی مساعی وہاں رہ کے کی گئیں

اوجہل ہجوم سے یہ مقام امان تھا
مکہ سے ہٹ کے کوہ صفا پر مکان تھا

جور و ستم کا سلسلہ تاہم بحال تھا
ہر ایک مشرک اخگر غیظ و جلال تھا
یہ شہر مومنوں کو جہنم مثال تھا
اس جا ستم کشوں کا ٹھہرنا محال تھا

حضرت نے ان غریبوں کو یہ اذن دے دیا
حبشہ کو جائیں، گھر ہے وہ امن و امان کا



حبشہ تلک بھی ان کا تعاقب کیا گیا
ان کو وہاں بھی سکھ سے نہ رہنے دیا گیا
ان کو بھگوڑے کہہ کے بھی رسوا کیا گیا
اور امتحان شاہ سے کہہ کر لیا گیا

اس نیک خو نے ان کو تو دی باادب پناہ
اور مشرکین کو کیا لوٹا کے روسیاہ

## سردارانِ مکہ کی ابوطالب کودھمکی

حبشہ سے ہو کے آ گئے سردار جب ذلیل
اپنے 'بھگوڑے' لانے کی کوئی نہ تھی سبیل
کرنے لگے وہ بیٹھ کے آپس میں قال وقیل
اب دینی چاہیے نہ محمدؐ کو اور ڈھیل
فی الفور اگر یہ فتنہ مٹایا نہ جائے گا
طوفاں اٹھے گا وہ کہ دبایا نہ جائے گا

حیراں تھے کیسے نمٹیں اس 'آفت نشاں' سے ہم
کیسے کریں مقابلہ معجز بیاں سے ہم
کیونکر کریں کلام فصیح اللساں سے ہم
اس افصح العرب سے کہیں کس زباں سے ہم
کون اس سے بات کرنے کا بیڑا اُٹھائے گا
جو منہ اُدھر کرے گا، وہی منہ کی کھائے گا



پھر طے ہوا کہ سب ابوطالب کے ہاں چلیں
سمجھائے وہ بھتیجے کو، اس سے یہی کہیں
یعنی محمدؐ اپنی یہ تبلیغ مت کریں
یا اذن دیں کہ ہم اسے طاقت سے روک دیں
پھر بھی نہ باز آئے تو ایسا کریں گے ہم
اس کے وجود ہی کا صفایا کریں گے ہم

اک وفد بن کے سب ابوطالب کے پاس آئے
لے کر بزعم خویش پیام ہراس آئے
تیوری چڑھائے، غصے میں ناحق شناس آئے
البتہ لے کے دل میں حمایت کی آس آئے
بولے کہ اب ضرور ہمیں مان لیں گے آپ
اب ہم نہ ڈھیل دیں گے کوئی، جان لیں گے آپ

آبا کو گالیاں نہ کوئی اب سنیں گے ہم
جھٹلائے جائیں گے نہ بزرگوں کے یہ صنم
بے عقل و بدعقیدہ کہے جائیں گے نہ ہم
لات و ہبل رہیں گے سدا لائق حشم
ورنہ ہم ایسی جنگ کریں گے یہاں بپا
ہو جائے گا صفایا کسی اک فریق کا

# ابوطالب کی تشویش اوررسول اللہؐ کا جرأت مندانہ جواب

دھمکی کا یہ اثر ہوا عم رسولؐ پر
طاری ہوا دماغ پہ جنگ و جدل کا ڈر
جو کچھ وہ کہہ گئے تھے‘ وہ دہرایا سربسر
یہ بھی کہا کہ رحم کر اب مجھ ضعیف پر
مت ڈال اتنا بوجھ کہ اس کو اٹھا نہ پاؤں
پوری برادری سے تجھے کس طرح بچاؤں؟
سن کر چچا کی بات یہ سمجھے رسولؐ پاک
ان پر برادری کا ہوا ہے سوار باک
پہلا سا عزم غالباً ان کا ہوا ہے خاک
ضعف بدن سے دامن جرأت ہوا ہے چاک
چھوڑیں گے ساتھ یہ کہ ہیں کمزور پڑ گئے
اس امتحاں میں ان کے ہیں اعضا اکڑ گئے



بولے کہ اے چچا! مجھے اللہ کی قسم
میرے ارادے اس طرح ہرگز نہ ہونگے کم
پیش آئیں مشکلیں مجھے بے شک قدم قدم
سر میرا مشرکین کے آگے نہ ہوگا خم
ہاتھوں پہ خواہ لا کے رکھیں سورج اور چاند
میرا جو عزم کار ہے‘ ہرگز نہ ہوگا ماند
جب تک نہ اپنے کام کی تکمیل میں کروں
اس کو بھلا میں کیسے سر راہ چھوڑ دوں!
یا تو بعون کبریا میں کامراں رہوں
یا خود جہاد کرتا ہوا جان ہار دوں
یہ کہتے کہتے جوش وجنوں میں کھڑے کھڑے
شدت وہ تھی کہ آنکھوں سے آنسو نکل پڑے
یہ دیکھ کر چچا کا بھی بھر آیا دل وہیں
اٹھ کر گلے لگاتے ہی بولے نہیں نہیں!
بیٹا وہ باتیں میں نے تو بے کار ہی کہیں
چھوڑوں گا میں نہ تجھ کو کبھی‘ مان لو یقیں
تجھ پر نثار میں یہ دل و مال و جان ہوں
اللہ کی قسم میں ترا پشت بان ہوں

جو کہہ رہا ہے تو، وہ بڑے شوق سے سنا
ڈنکے کی چوٹ، سامنے جو چاہتا ہے، لا
لشکر عدو کا تیرے قریب آ نہ پائے گا
پیغام اپنی قوم کے، کر پیش برملا
ہر وقت بازو ہوں میں ترا، تیرا ہاتھ ہوں[6]
جب تک ہے میری زندگی، میں تیرے ساتھ ہوں



## رسول اللہ ﷺ کے قتل کی کوششیں اور گستاخیاں

سردار ہو گئے ابو طالب سے سب خفا
ہر اک نے اپنی اپنی جگہ عزم کر لیا
جو شخص بھی، جہاں بھی، محمد ﷺ کو پائے گا
لازم ہے خاتمہ وہ کرے اس رسول ﷺ کا
مکہ پہ بھاری ہو چکا اس شخص کا وجود
کھلتی ہے ساری قوم کو اس کی یہاں نمود
بیٹا ابولہب کا عتیبہ تھا بد اصول
وہ بھی تھا ذوق وشوق سے ایذا دہِ رسول ﷺ
ماں باپ سے ملا تھا اسے یہ فنِ جہول
آیا نبی ﷺ کے سامنے وہ بندۂ فضول
انکار ’نجم‘[7] کا کیا اس دل خراش نے
کرتا نبی ﷺ کا پھاڑ دیا بدقماش نے

چہرے کی سمت تھوک بھی پھینکا ذلیل نے
لیکن بچایا چہرہ رسولؐ نبیل نے
دی بددعا اسے یہ نبیؐ جلیل نے
جس کا اثر شدید لیا اس رذیل نے
''اللہ چھوڑے کتا کوئی اس پلید پر''
سنتے ہی تھرتھرانے لگا اس وعید پر
ان ہی دنوں کا قصہ ہے، وہ شام کو گیا
زرقا میں قافلے نے پڑاؤ کہیں کیا
جنگل کا شیر، شب کو دکھائی اسے دیا
چلایا، ہائے میری تباہی! یہ کیا ہوا؟
واللہ یہ وہی ہے محمدؐ کی بددعا
مکہ میں رہتے شام میں ہے مجھ کو آ لیا
لوگوں نے اس کے گرد یوں گھیرا بنا لیا
خود اور اپنے جانوروں کو بٹھا لیا
گھیرے کے عین بیچ میں اس کو سلا لیا
گویا عتیبہ کو تھا انھوں نے بچا لیا
لیکن وہاں بھی شیر نے اس کو اٹھا لیا
اچھی طرح بھنبھوڑا اسے اور کھا لیا[8]



## ابن ابی معیط کی رذیل حرکت

ابن ابی معیط نے دیکھا حطیم میں
تھی جرأت اتنی مکہ کے دریتیم میں
تھے سجدہ ریز درگہ رب کریم میں
تھے محو خواند و گفت الف لام میم میں
دیکھے فلک نے طنطنے مرد رذیل کے
ڈالی ردا گلے میں رسولؐ جلیل کے
کپڑے کو پیچ دے کے گلا گھوٹنے لگا
دے دے کے پورا زور گلا تنگ کر دیا
آنکھیں ابل پڑیں تو ادھر سانس اکھڑ گیا
صدیقؓ بھاگے آئے اور آ کر چھڑا لیا
بولے کہ ایسے شخص کے ہو درپئے قتال
اللہ کو جو اپنا کہے رَبِّ ذوالجلال[9]

## حضرت حمزہ اور

## حضرت عمر بن خطاب کا اسلام لانا

اسلام ہو رہا تھا دل و جان سے پسند
نکلے بڑے گھروں کے جوانان ارجمند
جیسے کوئی ہرن بھرے سوئے ختن زقند
جیسے شکار آپ چلے جانب کمند

حمزہ تبارِ مطلبی کا حسیں گہر
مرد جلیل، دوسرا خطاب کا پسر

مکہ کے آسماں سے یہ دو چاند الگ ہوئے
صحن نبیؐ میں اترے یکے بعد دیگرے
سارے بزرجمہر جو تھے مشرکین کے
اس انقلاب چرخ پہ مبہوت رہ گئے

غیظ و غضب بھی ان کی صفوں میں بپا ہوا
ہر شخص مومنوں کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا



حمزہ سے اور عمر سے بہت حوصلے بڑھے
سب مومنوں نے شکر کے کلمات بھی پڑھے
جو پست اہل حق تھے، بلندی پہ تھے چڑھے
بھرنے لگے، جو جبر کے کھودے گئے گڑھے

اعلان کر کے کعبہ میں سب نے پڑھی نماز
جا کر جھکایا خانۂ حق میں سر نیاز

ٹوٹیں امیدیں ان سے بہت مشرکین کی
تعداد اور بڑھنے لگی مومنین کی
پھیلیں ضیائیں دین کے مہر مبین کی
قوت بڑھی کچھ اور وثوق و یقین کی

تاہم جہالتوں کے ابھی برج تھے بلند
منصوبہ بندیوں پہ ہوئے اور کاربند

# ابوجہل کا قاتلانہ حملہ

ہمراہ ہم نشینوں کے بوجہل کینہ توز
کعبے میں ڈینگیں مارتا بیٹھا تھا ایک روز
کہتا تھا اب ہیں باتیں محمدؐ کی سینہ سوز
اس کا رویہ بھی نہیں پہلا سا دل فروز
ہم سے خفا ہے اور ہے آبا سے بدگماں
کہتا ہے وہ ہمارے خداؤں کو ناتواں
کرتا ہوں آج عہد میں، اللہ کی قسم
آبا ہمارے تھے، نہ ہیں اتنے ذلیل ہم
ہیں باوقار سارے بزرگوں کے یہ صنم
ہوتے ہوئے ہمارے ہوں رسوا، یہ ہے ستم
محفوظ ہم کو رکھنا ہے آبا کا نام و ننگ
کرنا ہے قافیہ ہمیں اسلامیوں کا تنگ



پڑھنے نماز کل کو محمدؐ جب آئے گا
سجدے میں سر جب اپنا زمیں پر ٹکائے گا
اپنی عبادتوں کا تماشا دکھائے گا
واللہ مجھ سے بچ کے وہ زندہ نہ جائے گا
سنگ گراں سے اس کا اگر سر کچل نہ دوں
جھوٹا کہیں، جو خود کو میں ابوالحکم کہوں
جب کر چکوں گا کام محمدؐ کا میں تمام
ہو جائے گا مرے بھی مقاصد کا اختتام
اس طرح لوں گا اپنے بزرگوں کا انتقام
ان کے خلاف پھر نہ کرے گا کوئی کلام
کرنا حوالے پھر مجھے ہاشم کی آل کے
تا، لیں قصاص وہ بھی ذرا دیکھ بھال کے
اس دن درون کعبہ جو اس کے حلیف تھے
اکثر رسولؐ پاک کے بدخو حریف تھے
بیشک بہت سے ان میں بھی قدرے شریف تھے
لیکن زیادہ تر وہ شریر و کثیف تھے
بولے کہ جو بھی چاہو کرو، بوالحکم ہو تم
سب سے زیادہ آج یہاں محترم ہو تم

تم کو کسی کے بھی نہ حوالے کریں گے ہم
مرنا پڑا تو ساتھ تمہارے مریں گے ہم
تیغ و تفنگ سے نہ کسی کے ڈریں گے ہم
تاہم دیت پڑے گی تو مل کر بھریں گے ہم
دیں گے نیاز و نذر بزرگوں کے نام کی
عزیٰ کی جے ہو اور ہبل ذوالکرام کی

اگلی سحر جو آئے محمدؐ حطیم میں
ہرگز نہ خوف تھا کوئی قلب سلیم میں
بے باک تھے وہ حق کی رہ مستقیم میں
عزم نیاز درگہ رب کریم میں
دیکھا کن انکھیوں سے ذرا آل قریش کو
بھانپا کچھ ان کے تیوروں میں غیظ و طیش کو

بیٹھے تھے وہ بھی صبح سے دھرنا دیے ہوئے
بوجہل بھی تھا ہاتھ میں پتھر لیے ہوئے
قتل نبیؐ کا تھا وہ تہیہ کیے ہوئے
باقی تھے آنکھیں کھولے ہوئے لب سیے ہوئے
ان کے لیے یہ قتل محمدؐ کا یوم تھا
جو ہر طرح سعید و سکوں بخش قوم تھا



جائے نماز پر ہوئے جا کر کھڑے نبیؐ
اپنے طریق پر وہ عبادت شروع کی
سجدے میں جب جبین نیاز آپ نے دھری
پتھر اٹھا کے آگے بڑھا وہ لعین بھی
حضرت کے وہ قریب ابھی تھا نہ جا سکا
ایسے ڈرا کہ پیچھے اندھا دھند بھاگ اٹھا

یوں رنگ اڑا کہ گویا کلیجہ تھا پھٹ گیا
اس کا جو عزم بد تھا، اسی پر الٹ گیا
ہاتھوں سے وہ اٹھا ہوا پتھر چمٹ گیا
جو بوالحکم بسیط تھا، پل میں سمٹ گیا
کچھ دور جا کے زور سے پتھر گرا دیا
سر سے خود اپنا لادا ہوا بوجھ اٹھا دیا

آئے قریب دوڑ کے اس کے نیازمند
پوچھا اسے، جناب کو پہنچی کوئی گزند؟
کچھ تو کہو کہ ناطقہ کیونکر ہوا ہے بند
کیوں بن گئے ہوشیر بیاباں سے گوسفند
کہنے لگا کہ مجھ کو ملامت نہ کیجیے
بیتی ہے مجھ پہ جو، وہ ذرا سن تو لیجیے

پہنچا نہ تھا قریب محمدؐ کے میں ابھی
آئی نظر بلا کہ جو دیکھی نہ تھی کبھی
دیکھا اسے تو میرے حواس اڑ گئے سبھی
ہیبت عجب تھی، بولنا مشکل ہوا جبھی

دیکھا جو میں نے ایک گرانڈیل اونٹ تھا
میں اس کا ایک لقمہ تھا یا ایک گھونٹ تھا

اسحاق کے پسر سے روایت ہے کی گئی
پوچھا رسولؐ پاک سے اک نے کہ اے نبیؐ
بوجہل نے جو دیکھی تھی، وہ کیسی چیز تھی
فرمایا، وہ تھی آمد و شد جبرئیل کی

بڑھتا اگر وہ ایک قدم اور روسیاہ
کر دیتے جبرئیل یقیناً اسے تباہ[10]

ان مشرکین کو یہ بڑا انتباہ تھاہ
حاضر جو تھا وہاں، وہی اس کا گواہ تھا
لیکن ہر ایک شخص وہاں غول راہ تھا
ہر ایک بوالحکم کے لیے خیرخواہ تھا

جادو اُسے بتا کے ڈھٹائی سے پی گئے
ڈرتے تھے سننے سے جو، سمجھنے سے بھی گئے



## سفر طائف

سوچا رسولؐ پاک نے باہر نکل چلیں
پہنچائیں یہ پیام کسی اور شہر میں
شاید وہاں ہمارے کوئی ہم نوا ملیں
سن کر پیام حق وہ کوئی غور بھی کریں

مکہ کے بعد بستی تھی طائف قریب تر
اللہ کے رسولؐ نے رُخ کر لیا اُدھر

طائف کے لوگ مکہ سے بڑھ کر تھے بدلگام
بدبخت لات ہی کے پجاری تھے خاص و عام
بھڑکے بہت، سنا جونہی اللہ کا کلام
اللہ کے رسولؐ کے دشمن بنے تمام

پتھر چلا کے آپ کو مجروح کر دیا
نعلین کو لہو سے لعینوں نے بھر دیا

بوچھاڑ پتھروں کی بڑی ہولناک تھی
زخموں سے چور چور تھے اللہ کے نبیؐ
شدت سے درد کی جو ذرا بیٹھتے کبھی
آ کر اٹھاتے اور چلاتے انھیں شقی

واہی تباہی بکتے تھے، پتھر بھی مارتے
پھر تالیاں بجاتے، وہ نقلیں اتارتے

اس ابتلا سے بچ کے نکل آئے مصطفیؐ
طائف میں امن کا انھیں اک پل نہیں ملا
پھر واپسی کو لے لیا مکہ کا راستا
تشریف لائے آپ کہ رہنے کو گھر تو تھا

لیکن یہاں بھی غیر سے ان کو اَماں ملی[11]
جس سے سکون پانے کی صورت ذرا بنی



# معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ امر ذات پاک تھا، اسریٰ بعبدہٖ
تھی اذن حق سے ہمسفری جبرئیل کی
اقصیٰ میں انبیاء کی جماعت بھی تھی کھڑی
بہر نماز چشم براہ امام تھی

اس گھر میں آج رات محمدؐ امام تھے
اور مقتدی نبیؑ ہمہ والا مقام تھے

پھر اس کے بعد جانب سدرہ سفر ہوا
ہم گام جبرئیل کا پراں براق تھا
سات آسماں کی راہ کو لمحوں میں طے کیا
سدرہ پہ جا کے قافلۂ پاک رک گیا

اس سے پرے تھا داعی و مدعو کا سلسلہ
جو کچھ ملا وہ وحی الٰہی سے ہی ملا

آ کر سحر کو کعبہ میں بولے قریش سے
جبریل رات آ کے مجھے ساتھ لے گئے
کروائی پھر زیارت بیت قدس مجھے
اک رات ہی میں ہفت فلک میں نے طے کیے

فردِ بشر ہوں، حق کا میں پیغام بر بھی ہوں
میں معتبر یہیں نہیں، افلاک پر بھی ہوں

سن کر قریش لوگ یہ حیران کن خبر
بولے کہ یہ تو لگتی نہیں بات معتبر
اک شخص رات ہی میں کرے اس قدر سفر
جو کر نہ پائے تند روَ و باد پا شتر

یہ جھوٹ سر بہ سر ہے، اِسے کیسے مان لیں
ناممکنات کس طرح آسان جان لیں



## مختلف قبائل کو اسلام کی دعوت

اب کے برس جو حج کے لیے لوگ آئے تھے
آ آ کے عارضی سے یہاں گھر بنائے تھے
یہ لوگ دور دور سے تشریف لائے تھے
اور جابجا قبیلوں نے خیمے لگائے تھے

اللہ کے وہ گھر کے ہی ٹھہرے تھے آس پاس
ہر سمت رتجگوں کی چراغاں تھی بے ہراس

کرتے طواف کعبہ وہ سب لوگ صبح وشام
اودھم مچاتے، تالیاں بھی پیٹتے مدام
گاتے تھے گیت اپنے بتوں کے وہ بدلگام
بتخانہ بن چکی تھی یہاں مسجد حرام

لَبَّیکَ اَللّٰھُمَّ بھی کہتے تھے بدنصیب
اور جانتے بتوں کو بھی اللہ کے حبیب

کچھ سال سے تھا ایک یہ معمولِ مصطفیٰؐ
حج کے دنوں میں دعوت توحید برملا
دیتے تھے ایک ایک قبیلے کو جا بہ جا[۱۲]
اب کے بھی عزم آپ نے اس کام کا کیا
نکلے رسولؐ پاک قبائل کی تاک میں
تبلیغ حق تھی جوش کناں قلب پاک میں
جھرمٹ جہاں بھی آتا نظر زائرین کا
پیغام لے کے جاتے وہیں اپنے دین کا
اکثر رویہ ہوتا وہاں بغض و کین کا
انکار ہی جواب تھا ان مترفین کا
کہتے کہ کیسے مان لیں ہم اک الہٰ کو
کیوں جانیں ہیچ لات وہبل کی پناہ کو



## بیعت عقبہ

ایسے ہی اجتماع میں اک قوم مل گئی
یہ خوش نہاد لوگ تھے، یثرب کے آدمی
نعمت وہ بے بہا کہ جو سوغاتِ عرش تھی
دو تین مرحلوں میں انھوں نے وصول کی
بیعت ہوئے وہ دست رسولؐ کریم پر
یہ عہد، نیک فال تھا دین عظیم پر
ابن[۱۳] عمیرؓ کو کیا اسلام کا نقیب
تا ہو خطیب یثربیوں کا وہ خوش نصیب
پھر رفتہ رفتہ مکہ کے مسلم کہ تھے غریب
چھپ چھپ کے رہگرائے مدینہ ہوئے نجیب
روکا اگرچہ بعض کو کچھ مشرکین نے
ہجرت کو جاری رکھا مگر مومنین نے

## قریش کی باہمی مشاورت

ہجرت پہ اہل مکہ ہوئے سخت فکر مند
مسلم کسی کو مکہ میں رہنا نہ تھا پسند
پہنچاتے تھے عزیز ہی ان کے انھیں گزند
کرتے تھے ان کا ناطقہ ہر ہر طرح سے بند
روح و بدن کو دیتے تھے ایذائیں صبح و شام
اکثر نے ان کا گھر سے نکلنا کیا حرام
یثرب میں مومنوں کے لیے باب کھل گئے
ہجرت بڑھی تھی بیعت عقبہ کے روز سے
تنہا چلا کوئی تو کہیں قافلے چلے
ایسے بھی تھے قریش نے قابو جو کر لیے
کب تک مگر وہ قید میں رکھتے انھیں ذلیل
بنتی تھی بچ نکلنے کی آخر کوئی سبیل



مکہ سے ہجرتوں کا جو یہ سلسلہ ہوا
ہر سو مہاجروں کا تھا تانتا بندھا ہوا
اک انقلاب مکہ کے اندر بپا ہوا
آتا نہ تھا پلٹ کے مدینے گیا ہوا
سر جوڑ کر قریش لگے سوچنے تمام
ان باغیوں کا کیجیے کس طرح انتظام
جاتے ہیں یہ ہمارے عقیدے بگاڑ کر
رکھ دی ہماری صدیوں کی بنیاد اکھاڑ کر
آباد ہو رہے ہیں ہمیں وہ اجاڑ کر
جاتے ہیں بازی جیت کے، ہم کو پچھاڑ کر
لگنے نہ دیں گے ہم کبھی بے غیرتی کا داغ
بجھنے نہ دیں گے اپنے خداؤں کے ہم چراغ
'ندوہ'[۱۴] میں ایک روز بڑی گفتگو ہوئی
تکرار و بحث بیٹھتے ہی دوبدو ہوئی
ہر اک زبان اپنی جگہ چارہ جو ہوئی
کچھ غل غپاڑا بھی ہوا، کچھ ہا و ہو ہوئی
اتنے میں شکل شیخ میں ابلیس آ گیا
دانائے قوم بن کے وہ مجلس پہ چھا گیا

سب کہہ رہے تھے مرکز فتنہ رسولؐ ہے
جز اس کے دوسروں سے الجھنا فضول ہے
فتنے کی جڑ اکھاڑنا اصل اصول ہے
تدبیر وہ کریں کہ جو شان عقول ہے
بولا لعین شیخ، سروں کو جھکایئے
اس شخص سے نجات کی تجویز لایئے

اک نے کہا کہ شہر بدر کیجیے اسے
اپنی بلا سے، جائے جدھر اس کا منہ اٹھے
ہم سے نہ کوئی واسطہ اس شخص کا رہے
ہم کو غرض نہیں کہاں اس کو اماں ملے
شیخ بزرگ بولا، یہ تجویز ہے فضول
باہر گیا تو بن کے وہ آ جائے گا رسولؐ

تم دیکھتے نہیں کہ وہ شیریں زبان ہے
دل جیت لینے والا فصیح اللسان ہے
لوگوں کو جمع کرنے میں جادو بیان ہے
جس کا خطا نہ تیر ہو، ایسی کمان ہے
باہر کسی قبیلے کا لشکر بنائے گا
یورش کرے گا اور تمہیں نیچا دکھائے گا



اک بولا، بیڑیوں میں اسے باندھ دیجیے
اور کال کوٹھڑی میں کہیں قید کیجیے
لوگوں کو اس کے پاس پھٹکنے نہ دیجیے
کچھ دن مسلسل اس کی خبر بھی نہ لیجیے
خود ہی یہ بھوکا پیاسا پڑا بلبلائے گا
قید حیات سے بھی وہیں چھوٹ جائے گا[15]

بولا بزرگ شیخ کہ اللہ کی قسم
پہنچے نہیں ہنوز سر مدعا پہ ہم
تجویز قید کی جو بتاتے ہو تم اہم
اس سے مگر ہے فائدہ میری نظر میں کم
اس کے رفیق بھی کوئی کمزور تو نہیں
یلغار کرکے اس کو چھڑا لیں گے بالیقیں

ان کے علاوہ زور کی تجویز لایئے
جو قابل عمل ہو وہی آزمایئے
مجلس میں بات کہنے سے مت ہچکچایئے
جب تک نہ فیصلہ ہو، یہاں سے نہ جایئے
بوجہل بولا، تم تو سبھی اہل ہوش ہو
''میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہو''

اک اک جواں قبیلے کا تیار کیجیے
بیت نبیؐ پہ تیزی سے یلغار کیجیے
تیغیں اٹھا کے ایک ہی سب وار کیجیے
ٹکڑے نبیؐ کے جسم کے یکبار کیجیے
اس سے نجات کا یہی بہتر طریق ہے
نمٹیں گے اس سے بھی جو نبیؐ کا رفیق ہے

اس کا قصاص سارے قبیلوں پہ آئے گا
کس کس سے خاندان نبیؐ لڑنے جائے گا
آخر دیت پہ فیصلہ انجام پائے گا
کیا اس سے بڑھ کے ہم پہ وہ بجلی گرائے گا
مل جل کے خوں بہا اسے کر دیں گے ہم ادا
مہنگا نہیں یہ سودا اگر ہم پہ پڑ گیا

اس فیصلے کے بعد سبھی گھر چلے گئے
اس پر عمل کا عندیہ آپس میں دے گئے
پھر نوجوان، قتل نبیؐ کو، چنے گئے
وعدے وعید اور بھی پختہ کیے گئے
قتل نبیؐ کا عہد اسی رات ہی کا تھا
پہنچا مکاں پہ آپؐ کے، قتال جمگھٹا[16]



## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت

حضرت کو دی یہ آ کے خبر جبرئیل نے
ہجرت کا اذن دے دیا رب جلیل نے
سنتے ہی شکر ادا کیا پور خلیلؑ نے
یعنی رسولؐ سعد و سعید و عدیل نے
صدیقؓ کی طرف گئے فی الفور مصطفیٰؐ
ہجرت کے اذن کا انھیں جا کر پتا دیا

صدیقؓ شادمانی سے سرشار ہو گئے
آئندہ مرحلوں سے خبردار ہو گئے
شوق فزوں سے لمحے گراں بار ہو گئے
چلنے کو ساتھ آپ کے تیار ہو گئے
دو اونٹنیاں لے لیں سواری کے واسطے
رستے کی جملہ کارگزاری کے واسطے

آئے حضورؐ گھر میں تو تھا پُرسکوں مزاج
اللہ، مشکلات کا تھا کر رہا، علاج
یہ حکم تھا کہ سوئیں نہ بستر میں رات آج
ہونے کو تھا قریش کے دل کو پھر اختلاج

حضرت کو اب تھا رات کی آمد کا انتظار
تا رات کو سفر ہو بہ فرمانِ کردگار

بوجہل لے کے اپنے شیاطین آ گیا
بیت نبیؐ کے گرد یہ انبوہ چھا گیا
دروازے پر رہا کوئی، پیچھے چلا گیا
ابلیس ان کو مکر کی گھاتیں سکھا گیا

تھے منتظر کہ جوں ہی محمدؐ کو نیند آئے
گھس کر مکاں میں ٹوٹ پڑیں تا وہ بچ نہ پائے

حضرتؐ نے اپنے پاس علیؓ کو بلا لیا
دینے کو کچھ ہدایتیں ان کو بٹھا لیا
زیرک تھے وہ بھی، آپؐ کا مقصود پا لیا
گوش و نظر کو اور بھی چوکس بنا لیا

بولے نبیؐ کہ حکم ہے یثرب کو جاؤں میں
اسلام کی جڑیں وہاں محکم لگاؤں میں



تم آج اس جگہ مرے بستر پہ سو رہو
یہ سبز حضرمی مری چادر لپیٹ لو[۱۷]
لوگوں کی کچھ امانتیں رکھی ہوئی ہیں جو
کل صبح مالکوں کے حوالے یہ سب کرو

فرصت تمام کاموں سے جیسے ہی پاؤ تم
مکہ کو چھوڑو اور مرے پاس آؤ تم

اتنے میں رات آدھی سے آگے گزر گئی
دھرتی کی اونچ نیچ اندھیروں سے بھر گئی
تاروں کی بھی برات سفر اور کر گئی
زہرہ افق سے غربی خلا میں اتر گئی

منصوبۂ عدو سے خبردار تھے نبیؐ
ہجرت کی راہ لینے کو تیار تھے نبیؐ

نکلے حضورؐ جب تو وہاں ہو کا تھا سماں
گھیرے ہوئے تھے گھر کو قریشان بدزباں
اک مشتِ خاک آپ نے کی اس طرف رواں
آنکھوں پہ ان کی تن گئی پردوں کی کہکشاں[۱۸]

حضرت کا قلب پاک بڑا پرسکون تھا
اور آپ کی زبان پہ لَا یُبۡصِرُونَ تھا

چل کر حضورؐ گھر میں ابوبکرؓ کے گئے
حضرت علیؓ کو ساری ہدایات دے گئے
رختِ سفر جو لینا تھا، وہ ساتھ لے گئے
منہ موڑ کر وہ خانۂ اجداد سے گئے

مشرک تھے مطمئن کہ محمدؐ جب آئے گا
باہر نکلتے ہی وہ یہاں مارا جائے گا

پھوٹی سحر تو درز سے وہ دیکھنے لگے
آیا نظر کہ لیٹے ابھی تک رسولؐ تھے
کچھ دیر بعد جاگے علیؓ اور اٹھ گئے
دروازہ کھول کر ذرا باہر نکل چلے

بازو پکڑ کے ان کا، ابوجہل نے کہا
لڑکے ہمیں بتاؤ، محمدؐ کہاں گیا؟

بولے علیؓ کہ کیسے مجھے پوچھتے ہو تم
در پر تو پہرہ دار بنے خود کھڑے ہو تم
آئے وہ کیا یہاں تھے، جنھیں ڈھونڈتے ہو تم
اندر بھی جا کے دیکھ لو، گر سر پھرے ہو تم

بولے محمدؐ آج بھی جُل ہم کو دے گئے
یہ کہہ کے لڑتے بھڑتے گھروں کو چلے گئے



صدیقہ عائشہؓ سے روایت سنی گئی[19]
آتے رسولِ پاکؐ ہمارے جو گھر کبھی
ہوتی سحر یا شام کو آمد حضورؐ کی
ہجرت کے دن یہ گام زنی دوپہر کو تھی

اندر حضورؐ آ کے جو جلوہ فشاں ہوئے
بوبکرؓ (میرے باپ) بہت شادماں ہوئے

اسماؓ (مری بہن) بھی مرے ساتھ تھی وہاں
بولے رسولِ پاکؐ کہ ہیں یہ جو لڑکیاں
ان کو ہٹائیے کہ نہ ہوں یہ کھڑی یہاں
تنہائی ہی میں آپ سے کرنا ہے کچھ بیاں

بوبکرؓ نے کہا کہ یہ ہیں بیٹیاں مری
کیا حرج ہے اگر یہ رہیں رازداں مری

فرمایا، اذن ہے مجھے ہجرت کا مل گیا
یثرب کا میں نے عزمِ مصمم ہے کر لیا
بے تاب ہو کے حضرتِ بوبکرؓ نے کہا
ہوگا نصیب مجھ کو بھی کیا ساتھ آپؐ کا؟

فرمایا، بالضرور، مرے ہم سفر ہو تم
چرخِ ہدیٰ کا شمس ہوں میں اور قمر ہو تم

اسمأؓ اور عائشہؓ نے ادھر کام یہ کیا
پھرتی سے راہ کے لیے کھانا پکا لیا
پھر توشہ دان باندھنے کا مرحلہ بھی تھا
دوپٹہ اپنا چیر کے اسمأؓ نے دو کیا

پھر اک سے کھانا، دوسرے سے مشک باندھ دی
وہ اس عمل سے ذاتِ نطاقین بن گئی[20]

نکلے مکاں کی پشت سے بوبکرؓ و مصطفیٰؐ
پکڑا یمن کا رستہ، جو سوئے جنوب تھا
جاتا تھا کوہِ ثور کی جانب وہ راستا
پہنچے فرازِ کوہ پہ یارانِ باصفا

صدیقؓ بڑھ کے غار کے اندر چلے گئے
ہو جانور نہ موذی کوئی، دیکھنے گئے

کچھ رات کا اندھیرا تھا، کچھ کالی رات تھی
ان کی محافظ ایسے میں اللہ کی ذات تھی
اک گھپ اندھیرا غار کی کل کائنات تھی
دشمن کو غچا دینے کی اک عمدہ گھات تھی

اندر سے صاف کرکے، ابوبکرؓ نے کہا
تشریف لائیے، مرے ماں باپ ہوں فدا



اس غار ہی میں رکھا گیا تین دن قیام
اسمأؓ پکا کے لاتی تھی ان کے لیے طعام
عبداللہ لاتے مکہ کی خبریں بوقت شام
عامر فہیرہ بکریاں لاتا یہاں تمام

جب دودھ دے کے، لوٹ کے جاتی تھیں بکریاں
رستے کے سب نشان مٹاتی تھیں بکریاں[21]

## قریش — تلاشِ مصطفےٰؐ میں

بوبکرؓ و مصطفےٰؐ جونہی گھر سے نکل گئے
ظالم قریش ان کے نہ ملنے سے جل گئے
ان کو پکڑنے کے لیے بے حد مچل گئے
بوبکرؓ کے گھر آئے تو تیور بدل گئے

اسمؓا سے پوچھا، لڑکی! ترا باپ ہے کہاں
جلدی بتاؤ ہم کو محمدؐ کا بھی نشاں

بولی، میں کیا بتاؤں، مجھے کچھ خبر نہیں
باہر کہیں گئے ہیں، وہ اس وقت گھر نہیں
سمجھی کہ لوٹ جائیں گے ظالم، مگر نہیں
اس بات کا اثر کوئی بوجہل پر نہیں

تھپڑ کیا رسید کہ جائے وہ جان سے
بالی زمیں پہ گر گئی اسمؓا کے کان سے



ناکام جب رہے تو پریشان ہو گئے
تجویزوں، مشوروں میں وہ غلطان ہو گئے
خونخوار بن گئے سبھی، حیوان ہو گئے
انعام رکھ دیا گیا، اعلان ہو گئے

انعام تھا، پکڑ کے انھیں جو بھی لائے گا
سرکردگانِ شہر سے سو اونٹ پائے گا

انعام کی جو عام ہوئی شہر میں خبر
دیوانگی سوار ہوئی ہر لعین پر
نکلے بزرگ بھی کئی، پھیلے اِدھر اُدھر
کرنے لگا تھا اس میں تگ و تاز ہر بشر

بن بن کے ٹولیاں وہ سبھی بھاگنے لگے
راتوں کو بھی وہ اس کے لیے جاگنے لگے

عبداللہ آ کے دیتا خبر صبح و شام کی
اس نے بتایا جب کہ ہوئی شام تیسری
لوگوں کی بھاگ دوڑ فقط تین دن رہی
انعام کا جو وعدہ تھا باقی ہے آج بھی

پہلے جو ولولے تھے، سبھی ختم ہو گئے
اور لوگ اپنے دھندوں میں ہیں پھر سے کھو گئے

بوبکرؓ نے تو غار کو تھا صاف کر دیا
سوراخ جو تھا کپڑے کے ٹکڑوں سے بھر دیا
جو رہ گیا تھا باقی، وہاں پاؤں دھر دیا
خود کو سپرد خدمت سرورؐ کے کر دیا

تکیہ نبیؐ کا، ران بنا یار غار کا
اعزاز یہ بھی بن گیا اس خود سپار کا

کژدم تھا بل میں یا کوئی زہریلا سانپ تھا
اندر سے ڈنک پاؤں پہ جس نے چلا دیا
اس کے شدید درد سے تن من تڑپ اٹھا
لیکن انھوں نے پاؤں کو ہلنے نہیں دیا

مقصد یہ تھا کہ خواب نبیؐ میں خلل نہ آئے
آرام کا یہ سلسلہ یونہی نہ ٹوٹ جائے[22]

عبداللہ بن اریقط ابوبکرؓ کا غلام
آزاد کردہ تھا، یہ تھا خادم بغیر دام
عامر کی طرح کرتا تھا صدیقؓ ہی کے کام
صدیقؓ ہی کا فرد اسے جانتے عوام

دو اونٹنیاں اُس کے حوالے تھیں کی گئیں
اور غار کے دنوں میں اسی کے وہ پاس تھیں



## غارِ ثور سے روانگی[23]

شب تیسری تھی، آخری اس کا پہر بھی تھا
اس کے قریب وقتِ طلوعِ سحر بھی تھا
کچھ چاندنی تھی، چرخ پہ روشن قمر بھی تھا
"شمس و قمر" کا ایسے میں عزمِ سفر بھی تھا

عبداللہ دونوں اونٹنیاں لے کے آ گیا
اُس نے وہی کیا، جو اسے تھا کہا گیا

ابن اریقط اپنے لیے رہنما لیا
عامر فہیرہ تیسرا ان کا رفیق تھا
جب غار سے چلے تو چلا آگے رہنما
اور پکڑا اس نے ساحلِ احمر کا راستا

یہ راہ کاٹتا، کبھی وہ راہ کاٹتا
چلتا رہا وہ ریگ و بیابان پاٹتا

پہلی سحر کے بعد سفر شام تک کیا
پھر شام کو رکے نہیں، شب بھر سفر ہوا
اگلی سحر کے بعد بھی یہ سلسلہ رہا
جب دوپہر ہوئی تو پہاڑ اک نظر پڑا

پہنچے وہاں تو تھوڑا سا سایہ ضرور تھا
باقی قریب و دور دہکتا تنور تھا[۲۴]

لکھا ہے راویوں نے یہ صدیقؓ کا بیاں
میں نے صفائی کرکے بنائی جگہ وہاں
پھر پوستیں بچھا کے بنایا اک آستاں
آرام تا کہ اس پہ کریں سرورؐ جہاں

لیٹے حضورؐ اس پہ تو مجھ کو خوشی ہوئی
تا آپ کی تھکن میں ہو اس طور کچھ کمی

میں ہٹ کے دیکھنے لگا شاید کوئی عدو
آتا ہو کرتے کرتے ہماری وہ جستجو
انعام کی نہ جانے تھی کتنوں کی آرزو
کتنے تھے جن کے ہاتھوں میں لالچ کے تھے کدو

ایسا نہیں تھا کوئی، وہ چوپان ایک تھا
ہانکے جو بکریوں کو تھا سائے میں لا رہا



آیا قریب، تو میں لگا اس سے پوچھنے
تم کس کے ہو غلام، بتاؤ تو کچھ مجھے
اس نے بتایا نام اک آلِ قریش سے
میں خوب جانتا تھا بڑی دیر سے جسے

میں نے کہا کہ دودھ ہمیں دے سکو گے تم؟
کیا ہم مسافروں کی اعانت کرو گئے تم؟

بکری پکڑ کے بولا کہ اس کو سنبھالیے
اور دودھ اپنے لوٹے میں خود ہی نکالیے
میں نے کہا، تھنوں کو ذرا جھاڑ ڈالیے
پھر میں نے دودھ دوہ کے برتن اٹھا لیے

پانی سے لوٹا دودھ کا جب ٹھنڈا کر دیا
میرے حضورؐ نے اسے خوش ہو کے پی لیا

جب دودھ پی کے آپؐ ذرا تازہ دم ہوئے
آثار جو تھکن کے نمایاں تھے، کم ہوئے
سوئے ہوئے قویٰ تھے بدن کے، بہم ہوئے
اس طرح آگے چلنے کو تیار ہم ہوئے

اگلے سفر پہ اٹھ کے چلے سرورِ جہاں
ہم کیا چلے کہ چل دیا ننھا سا کارواں''

# سراقہ بن مالک —— تعاقب میں

تھا قافلہ یہ قلعۂ رابغ کے سامنے[۲۵]
صحرا قدم قدم پہ لگا ہم کو تھامنے
ٹھہرانا چاہا قافلہ اس تشنہ کام نے
اتنے میں آ لیا ہمیں اک تیز گام نے

یہ تھا سراقہ مدلجی جو گھڑ سوار تھا
لالچ میں دوسو اونٹ کے وہ بے قرار تھا

بے تاب ہو کے بولا میں، اے مرشد ہدیٰ
ہے کوئی شخص اپنے تعاقب میں آ رہا
کہنے لگے حضورؐ کہ ''اے پیکر وفا
مت غم کرو کہ ہم کو ہے اللہ کا آسرا

وہ ربِ ذوالجلال ہمارے ہی ساتھ ہے
سر پر ہمارے سائباں اللہ کا ہاتھ ہے''



قصہ یہ خود سراقہ نے ہے یوں بیاں کیا
''یثرب کو جا رہے ہیں محمدؐ'' پتا چلا
ان کو پکڑنے والا یہ انعام پائے گا
دو سو شتر ملے گا اسے نقد، برملا

نیزہ پکڑ کے ساتھ لیے تیر فال کے
لی فال تا کہ نکلوں نتیجہ نکال کے

نکلی وہ فال میرے ارادے کے برخلاف
مانی نہ میں نے اور کیا اس سے انحراف
گھوڑا بھگایا اور ارادہ مرا تھا صاف
ان بھاگتے ہوؤں کو کروں گا نہ میں معاف

ان کے قریب جاتے ہی گھوڑے نے سم لیا
خود بھی گرا، مجھے بھی زمیں پر گرا دیا

پھر فال تھی خلاف، پہ میں نے وہی کیا
گھوڑے نے بھی قریب مجھے اتنا کر دیا
قرآن پڑھتے میں نے محمدؐ کو سن لیا
تقدیر نے مذاق مگر مجھ سے پھر کیا

میں اور گھوڑا اب کے مصیبت میں پھنس گئے
گھوڑے کے، اگلے گھٹنوں تلک پاؤں دھنس گئے

میں بھی بری طرح سے الٹ کر وہاں گرا
اٹھتے ہی میرے گھوڑا بھی خود اٹھ کھڑا ہوا
گھوڑے کے پاؤں سے جو زمیں میں بنا گڑھا
اس سے دھوئیں کا بن کے بگولا سا اک اٹھا
حیران رہ گیا میں عجب حال دیکھ کر
ششدر رہا حضورؐ کا اقبال دیکھ کر

اب میں سمجھ گیا کہ نبیؐ سرفراز ہے
روکا گیا ہوں میں تو کوئی اس میں راز ہے
لگتا ہے قدرت ان کے لیے کارساز ہے
اللہ ان کے واسطے حکمت طراز ہے
میں نے انھیں پکار کے، ٹھہرا کے بات کی
مجھ کو معافی دیجیے ان لغویات کی

در پے ہے قوم آپ کے تو قتل کے لیے
دیت کے ہیں انھوں نے تو اعلان کر دیے
لالچ میں بھاگے پھرتے ہیں ہم قوم آپؐ کے
تا پکڑیں آپ لوگوں کو جیسے بھی ہو سکے
فرمایئے مجھے کوئی خدمت کہ کر سکوں
کچھ زادِ راہ یا کوئی تاوان بھر سکوں



درخواست میری، آپؐ نے ہرگز نہ کی قبول
شفقت کے ساتھ مجھ سے مخاطب ہوئے رسولؐ
فرمایا، لوٹ جاؤ مگر یہ نہ جاؤ بھول
لوگوں سے کہنا، وہ نہ کریں جستجو فضول
جو آ رہا ہو اس کو ہماری خبر نہ دو
لوٹاتے جاؤ آتے ہوئے بدقماش کو

میں نے کہا کہ عرض مری مان لیجیے
تحریر کر کے نامۂ عطا مجھ کو کیجیے
صدیقؓ سے کہا گیا، ذمہ یہ لیجیے
عامر سے نامہ اک اسے لکھوا کے دیجیے
عامر نے ایک چمڑے پہ تحریر کر دیا
فرمان وہ حضورؐ نے مجھ کو عطا کیا

پروانہ ان سے لے کے میں واپس پلٹ گیا
میرا جو عزم تھا، وہ سراسر الٹ گیا
میں دشمنانِ دینِ پیمبرؐ سے کٹ گیا
میرے کہے سے ڈھونڈ کا مجمع بھی چھٹ گیا
جو ڈھونڈنے کو آئے تھے، رستہ بدل گئے
اتنے میں مصطفیؐ کئی منزل نکل گئے"

پلٹا جونہی سراقہ تو آگے چلے حضورؐ
ٹھہرے کسی جگہ نہیں سائے تلے حضورؐ
طے کرتے جا رہے تھے سبھی مرحلے حضورؐ
ایسا کوئی نہ تھا جسے ملتے گلے حضورؐ
چلتا گیا نشیبوں، فرازوں میں کارواں
ہر مرحلے میں ان پہ تھا اللہ مہرباں



## اُمِ معبد کے ہاں

رُخ کارواں کا جانب خرار ہو گیا[۲۶]
ابن اریقط اور بھی طرار ہو گیا
پڑھتا حدی وہ ذوق سے سرشار ہو گیا
کنکر نبیؐ کے پاؤں سے گلزار ہو گیا
خورشید دین حق کہ سراپا جلال تھا
اس کا جو ہم سفر تھا، مہ ذوالجلال تھا
رکنے کا نام لیتا نہیں تھا یہ کارواں
منزل کو بڑھ رہا تھا مسلسل رواں دواں
رستے میں تھا نہ دھوپ سے بچنے کو سائباں
کچھ بھوک اور پیاس بھی تھی اضطراب جاں
دیکھی زن عفیفہ بیاباں میں خیمہ زن
صدیقؓ پاس جا کے ہوئے اس سے ہم سخن

اس سے کیا سوال کہ اے اُختِ محترم
اک منزلِ طویل کے ہیں راہ گیر ہم
پہنچا سکو گی کوئی ہمیں نوش و خور بہم؟
کر لیں گے ہم گزارا، کوئی بیش ہو کہ کم
قیمت ادا کریں گے ہم اک ایک چیز کی
عادت یہی ہے دہر میں ہر خوش تمیز کی

کہنے لگی کہ آہ یہ ہے قحط کا سماں
ہوتا جو کچھ تو کرتی وہی نذرِ میہماں
ہوتی مجھے خوشی کہ کوئی آیا میرے ہاں
باہر گئی ہوئی ہیں ادھر ساری بکریاں
اس وقت تو میں خالی ہوں اور شرمسار ہوں
مہمانداری کیسے کروں، نابکار ہوں

ڈالی رسولؐ پاک نے خیمے میں جب نظر
بکری تھی ایک کونے میں بیٹھی زمین پر
پوچھا وہ بکری کیسی ہے بیٹھی درونِ در
کہنے لگی کہ وہ تو ہے لاغر، تمام تر
اس کے تھنوں میں قطرہ بھی اک دودھ کا نہیں
ریوڑ کے ساتھ جانے کا بھی آسرا نہیں



پوچھا کہ اذن دیں تو ذرا اس کو دوہ لوں
کہنے لگی کہ آپ ہیں مہماں، میں کیا کہوں
ماں باپ اپنے، آپ پہ قربان میں کروں
میری بساط کیا ہے کہ میں اذن دے سکوں
بکری کھڑی ہے سامنے اے مردِ خوش صفات
بسم اللہ پڑھ کے آپ نے پھیرا تھنوں پہ ہات

پھیلا کے ٹانگیں بکری سکوں سے کھڑی جو تھی
بھر لائی اپنے دونوں تھنوں میں وہ دودھ بھی
پھر اور لطف پا کے جگالی پہ آ گئی
حضرت نے دودھ کے لیے منگوائی دیگچی
پھر دودھ دوہ دوہ کے برتن کو بھر دیا
اتنا کہ جھاگ دودھ پہ اب تیرنے لگا

معبد کی ماں کو بھر کے پیالہ تھما دیا
اور اس نے پیٹ بھر کے پیالہ وہ پی لیا
پھر آپؐ اور آپؐ کے اصحابؓ نے پیا
پھر اور دودھ دوہ کے بڑھیا کو دے دیا
فارغ جب اس سے سیدؐ ابرار ہو گئے
اگلے سفر کے واسطے تیار ہو گئے

ریوڑ کو شوہر آیا اِدھر ہانکتا ہوا
دن بھر کی خاک اڑتی ہوئی پھانکتا ہوا
آیا تو ایک بوئے عجب آنکتا ہوا
پھر گھر کے کونوں کھدروں میں وہ جھانکتا ہوا
بولا کہ ایک رنگ دگر پا رہا ہوں میں
خوشبو وہ ہے کہ مست ہوا جا رہا ہوں میں
میں دیکھتا ہوں دودھ کا برتن بھرا ہوا
بتلاؤ، اتنا دودھ کہاں سے تمھیں ملا
دودھیل بکریاں تو میں تھا ساتھ لے گیا
آخر مجھے بتاؤ کہ یہ ماجرا ہے کیا؟
بولی، یہ فضل خاص ہے ربِ جلیل کا
گھر میں ہوا ورود اک ابن سبیل کا
سن کر وہ بول اٹھا کہ یہ میرا خیال ہے
وہ راہرو قریش کا صاحب جمال ہے
جس کا تلاشی مکہ کا ہر بدخصال ہے
لیکن پکڑنا اس کا یقیناً محال ہے
اے اُم معبد اُس کا تو حلیہ بتا مجھے
کچھ اس کے خال وخط کا نظارا دکھا مجھے



## مدحِ رسولؐ بزبان اُمِ معبد

بولی عفیفہ مادرِ معبد کہ ”کیا کہوں
حیراں ہوں کیسے اس کا سراپا بیاں کروں
اوصاف اس حبیب کے میں کس طرح گنوں
اس کے حسیں وجود کو تشبیہ کس سے دوں
وہ پیکر جمیل سراپا جمال ہے
میری زباں سے اس کی ستائش محال ہے
پاکیزہ رُو، کشادہ جبیں، چشم سرمگیں
گردن بلند، پتلیاں روشن، قد حسیں
شیریں کلام، جادو بیاں، نطق انگبیں
پیوستہ ابرو، غالیہ مو، زلف عنبریں
دل بستگی لیے ہوئے خاموش و پرُ وقار
آواز پرُجلال و ہمہ تمکنت شعار

دیکھیں جو دور سے تو وہ زیبا دکھائی دے
بولے تو کھینچتا ہوا دل کو سنائی دے
گفتار موتیوں کی لڑی سی سجھائی دے
مظلوم اس کے پاس پنہ کی دہائی دے
اس کے رفیق سنتے تو ہیں، بولتے نہیں
فرمان پر زبان کبھی کھولتے نہیں"

جب اُمِ معبد اپنا بیاں ختم کر چکی
دیوانگی سی شوہر نامی پہ چھا گئی
بولا "قریش کا یہ وہی تو ہے آدمی
جس کی تلاش میں ہے بڑی فوج پھر رہی
افسوس اس سے ہو نہیں پایا میں فیض یاب
لے کر اجازت اُس سے، میں ہو جاتا ہم رکاب

موقع ملا تو جاؤں گا یثرب کو میں ضرور
پاؤں گا بالیقین وہاں برکت و سرور
جی بھر کے دیکھوں گا میں رخِ انور حضورؐ
پھر جاؤں گا نہ ان کے کبھی آستاں سے دور"
لکھا یہ ہے کہ مادرِ معبد چلی گئی
شوہر کے جانے والی روایت نہیں ملی[۲۷]



## قافلہ حق رواں دواں

تھا موکب رسولؐ مدینے کو گامزن
ہجرت کی رہ میں جھیلتا رنج و غم و محن
پاتا رواں دواں انھیں ہر شام کا گہن
محو خرام دیکھتی ہر صبح کی کرن
جحفہ کی سرحدوں سے تھا ملتا ہوا مقام
پہنچے جہاں رسولِ خدا، ہادیؐ انام

آیا بریدہ اسلمی ناگاہ سامنے
گھوڑے پہ تھا سوار بڑے طمطراق سے
ستر سوار اپنے جلو میں لیے ہوئے
انعام کی ہوس تھی جو لائی یہاں اُسے
اللہ کے رسولؐ سے گفت و شنید میں
نیکی گھسی بریدہ کے قلب سعید میں

اسلام اس کے ذہن رسا میں سما گیا
اللہ کے کرم سے رہ راست پا گیا
رحمت کا ابر اس کے رفیقوں پہ چھا گیا
دین ہدیٰ ہر ایک کے حصے میں آ گیا

وہ لوگ ایک نعمت بے دام لے گئے
انعام کے حصول میں اسلام لے گئے

اپنا عمامہ ہاتھ میں اس نے اٹھا لیا
نیزے سے باندھ کر اُسے پرچم بنا لیا
تبلیغ دیں کے عزم کو دل میں بٹھا لیا
سر اپنا بارگاہِ خدا میں جھکا لیا

جو اہل شر تھے، خیر کے ہادی بنے تمام
باطل کے داعی، حق کے منادی بنے تمام[۲۸]



## شاہراہ شام پر

ایسے ہی چلتے چلتے کئی منزلیں ہوئیں
دن بھی ہوئے تمام تو راتیں کئی کٹیں
آئے مکاں بھی راہ میں، دیکھے کئی مکیں
نادیدہ راستوں کی بلائیں نہ اب رہیں

اب شاہراہ شام پہ آ پہنچا کارواں
داخل ہوا یہ ریم کی وادی میں بے گماں

اک قافلہ پڑاؤ وہاں تھا کیے ہوئے
تاجر تھے قافلے میں، جو آئے تھے شام سے
ابن عوام مکی بھی اس قافلے میں تھے
جو شوق بے پناہ سے آ کر گلے ملے

وہ وقف تھے کیے ہوئے دیں کے لیے حیات
صدیقؓ و مصطفےٰؐ کو کیے نذر پارچات[۲۹]

پل بھر حضورؐ سے تھی یہ صحبت زبیرؓ کی
اپنوں سے تھی، نہیں تھی ملاقات غیر کی
جو بات چیت کی وہ سراسر تھی خیر کی
کچھ بات، شام کے تھی سفر اور سیر، کی
جی خوش ہوا رسولؐ خدا کے ملاپ سے
ابنؓ عوام ہو گئے رخصت پھر آپؐ سے

وادی کہ جس کے شرق میں گنجان دشت تھا
اونچے درختوں اور گھنی جھاڑیوں بھرا
مسکن بہائم و ملخ و مور و مار کا
اس خوفناک دشت کا پھیلاؤ تھا بڑا
اس سے ملی ہوئی تھی حد وادی عقیق
جس پر چلے رسولِ خدا اور سب رفیق

سرسبز، لہلہاتے گھنے باغ تھے اُدھر
ان کے کنارے کرنے لگے مصطفیٰؐ سفر
سائے میسر آئے، مٹا دھوپ کا اثر
جھونکے ہوئے ہوا کے بھی دلکش، شفیق تر
خود مصطفیٰؐ کی ذات بھی تھی عافیت نشاں
ہمراہیوں کے حق میں محبت کا سائباں



رُخ موکب رسولؐ کا تھا جانب قبا
رہزن کی گھات کا، نہ عدو ہی کا خوف تھا
ہر اک پس رسولؐ خدا تھا خجستہ پا
اک اک قدم پہ فاصلہ گھٹتا چلا گیا
بستی نئی جو ملتی سر راہ کارواں
برکت کی اس پہ کرتے دعا سرورؐ جہاں[۳۰]

# محبانِ منتظر

جب سے ہوئی تھی عام مدینے میں یہ خبر
آنے کو ہیں رسولِؐ خدا ایک دن اِدھر
ہجرت کا اذن بھیج چکا ربِّ بحر و بر
بس آج کل کی بات ہے‘ آئیں گے بے خطر

ہر روز جا کے دیکھتے مکہ کا راستہ
تھا ایک ایک طالب دیدارِ مصطفےٰؐ

مت پوچھیے کہ لطف ہے جو انتظار میں
کتنے بھنور ہیں گھومتے قلب نزار میں
آنکھیں تلاش کرتی ہیں کیا کیا غبار میں
کیا رنگ و بو اُبھرتے ہیں لیل ونہار میں

اہل مدینہ سے کوئی پوچھے کہ کیا ہوا؟
اک اجنبی سے آپ کا رشتہ بھلا ہے کیا؟



بولیں گے وہ کہ پوچھیے جا کر چکور سے
وہ چپ رہے تو بلبل نالاں سے پوچھیے
اس کا بھی راز پا نہ سکیں گر‘ تو سوچیے
جنگل میں جا کے قیس سبک پا کو ڈھونڈیے

یہ ڈھونڈ ہی تو رشتہ ہے اوروں سے پختہ تر
آئے گا وہ حبیبؐ بھی اس ڈھونڈ میں نظر

جاتے تھے منہ اندھیرے ہی وہ پیشوائی کو
آتے تھے ختم کرتے ہوئے روشنائی کو
افسوس کرتے‘ کوستے اس نارسائی کو
تاہم نہ دیتے ہاتھ سے صبر آزمائی کو

جاتے سحر کو اور پلٹتے تھے شام کو
نادیدہ دل دیے ہوئے خیرالانامؐ کو

اللہ رے یہ اہل محبت کے ولولے
کیا جذب وشوق رکھے ہوئے تھے یہ منچلے
آتا نہ گھر کو کوئی فداکار دن ڈھلے
سب لوٹتے تھے تاروں بھرے آسماں تلے

آخر جو اضطراب تھا‘ جو انتظار تھا
امید کے بر آنے کا آئینہ دار تھا

گرمی کے دن تھے دھوپ کی شدت تھی بے پناہ
محروم سائے سے تھی جنوبی طرف کی راہ
رہتے تھے منتظر کئی تا شام از پگاہ
کچھ لوگ دوپہر کو پلٹ آتے گاہ گاہ[۳۱]

اک روز اک یہودی نے آ کر خبر یہ دی
تھا جس کا انتظار، وہ لو آ گیا نبیؐ[۳۲]



## قبا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال

جس جس کے کان نے یہ سنی دلربا صدا
تکبیر کہتا جوش مسرت سے بھاگ اٹھا
اہل قبا کے نعروں کا اک شور تھا بپا
اتنے میں یہ پیام مدینے پہنچ گیا
آئے اُمڈ کے لوگ یہاں تین میل سے
فی الفور، تا ملیں وہ حبیبؐ جمیل سے

پروانے گرد، شمع کے، سب جمع ہو گئے
پھولے نہیں سماتے تھے، محفل میں جو گئے
حضرت کو دیکھتے ہوئے اس درجہ کھو گئے
اس صاحب جمال میں گم سم سے ہو گئے
دیدار کرنے والے قصیدہ گزار تھے
اور بعض کو تھی اتنی خوشی، اشکبار تھے

حضرتؐ کا جتنے روز قبا میں قیام تھا
مسجد کی نیو رکھنے کا اک اہتمام تھا
بنیاد رکھنا تقویٰ پہ اک التزام تھا
اللہ کا رسولؐ یہاں خود امام تھا
پہلی نماز تھی جو قبا میں پڑھی گئی
اور اقتدائے نورِ ہدیٰ میں پڑھی گئی



## مدینہ میں ورود

کچھ روز جب قیام قبا میں گزر گئے
سب کام، حسب حکم رسالت، سنور گئے
یثرب کی سمت حضرت والا قدر گئے
رستے تمام ان کے رفیقوں سے بھر گئے
ہر سمت دھوم دھام تھی، میلے کا تھا سماں
خوش بخت تھی زمیں تو منور تھا آسماں
تشریف لے کے آئے حبیبؐ خدا اُدھر
موجود تھے سب اہل وفا، جا بہ جا اُدھر
ابھری فضا میں اک مترنم صدا اُدھر
انصار بچیاں ہوئیں نغمہ سرا اُدھر
مجمع تمام گوش بر آواز ہو گیا
اس لحن دلگداز میں ہر شخص کھو گیا

''ہم پر پہاڑیوں سے ہوا بدرِ کل طلوع
لازم ہے ہم پہ شکر خداوند' بالخضوع
تعلیم' دیں کی' داعی حق نے ہے کی شروع
طاعت ہے اس کی فرض بصد شوق وصد خشوع''

انصار بچیوں کا ترانہ تھا دلنشیں
ہر سننے والا بول اٹھا' صد بار آفریں!



## قیام گاہِ مصطفےؐ

خواہش ہر ایک کی تھی کہ اللہ کے رسولؐ
اس کا مکان رہنے کی خاطر کریں قبول
قصویٰ کی جب نکیل پکڑتے تھے وہ عقول
کہتے حضورؐ ' اس کو پکڑنا ہے یوں فضول
اللہ کی طرف سے ہے مامور اونٹنی
بیٹھے گی اس کے حکم سے مجبور اونٹنی

چلتی رہی وہ خود ہی مسلسل خجستہ پا
سب دیکھتے تھے کونسی ہے بیٹھنے کی جا
یوں چلتے چلتے ایک جگہ پاؤں رُک گیا
اور اونٹنی نے بیٹھ کے کچھ سانس لے لیا
منظور تھی خدا کو نہ یہ بھی قیام گاہ
اُترے نہ اس کی پیٹھ سے پیغمبرؐ اللہ

پھر سے اُٹھی تو آگے بڑھی اور اونٹنی
گردن گھما کے کرنے لگی غور اونٹنی
پیچھے پلٹ کے آئی اُسی طور اونٹنی
بیٹھی اسی مقام پہ فی الفور اونٹنی
اب کے حضورؐ نیچے اتر کر کھڑے ہوئے
ننہال تھے یہاں بنو نجّار آپ کے

کی عرض انھوں نے آپؐ سے، سرکار آیئے
حاضر مکاں ہمارے ہیں، تشریف لایئے
رحمت سے ان گھروں کو بھی جنت بنایئے
صدیوں کی ہیں نحوستیں، ان کو مٹایئے
عرصہ ہوا کہ ہم کو بھی حاجت کرم کی ہے
یہ آرزو ہر ایک مریض الم کی ہے

اتنے میں سامنے ابو ایوبؓ آ گئے
حکمت خدا کی کیا ہے، وہ یہ راز پا گئے
لے کر کجاوہ اپنے مکاں میں سجا گئے
حضرتؐ کو ساتھ لینے کو پھر باہر آ گئے
بولے حضورؐ ''اس میں مقدر کا ہاتھ ہے
ہر ایک شخص اپنے کجاوے کے ساتھ ہے''[۴۳]



# اسلامی معاشرے کی تشکیل جدید

مکہ سے دین حق کا پرستار آ گیا
بکھرے ہوؤں کا منتظم کار آ گیا
بھٹکے ہوؤں کا قافلہ سالار آ گیا
''تھا جس کا انتظار، وہ شہکار آ گیا''
ڈنکا بجا خدا کے جو لطف عمیم کا
یثرب خزینہ دار تھا دُرِ یتیمؐ کا

سب اہل شہر مست مئے ناب ہو گئے
یعنی فدائے منبر و محراب ہو گئے
لپٹے تھے تیرگی میں، جہاں تاب ہو گئے
بیمار مدتوں کے، شفایاب ہو گئے
آیا وہؐ کیا کہ جود کا دریا بہا دیا
یثرب کو مصطفیٰؐ نے مدینہ بنا دیا

مکہ سے باری باری مسلماں بھی آ گئے
ہجرت کا ربِ پاک سے انعام پا گئے
اتنے قریب اہل مدینہ کے آ گئے
سب اپنے میزبانوں کے دل میں سما گئے
حضرتؐ کی رہنمائی سے یہ قوم بن گئی
جس کی جہانِ کفر و ضلالت سے ٹھن گئی



## مشرکین مکہ کا عناد

مکہ کے مشرکین بڑے سیخ پا ہوئے
اہل مدینہ سے وہ بہت ہی خفا ہوئے
یعنی وہ کیوں رسولؐ کے سب ہم نوا ہوئے
اسلام لا کے ہم سے وہ گویا جدا ہوئے
پوچھے بغیر ہم سے، محمدؐ کو دی پناہ
سرزد ہوا ہے ان سے بہت ہی بڑا گناہ
یثرب کے مومنوں سے عداوت کی ٹھان لی
کر لی منافقین سے درپردہ دوستی
کچھ چوری ڈاکے سے بھی کبھی چھیڑ چھاڑ کی
دھمکی طوافِ کعبہ سے بھی روکنے کی دی
بعضوں کو مکہ جانے سے بھی روکنے لگے
کعبہ میں داخلے پہ کبھی ٹوکنے لگے

لکھا یہ مشرکین نے ابن ابی کو
تم نے پناہ دی ہے محمدؐ کو تو سنو
بہتر یہ ہے کہ اس کو وہاں سے نکال دو
حملے کے بعد منتظر اس سمت سے رہو
آ کر تمھیں کھدیڑیں گے، ہو جاؤ گے ذلیل
عزت زنوں کی لٹنے میں ہوگی نہ کوئی ڈھیل

ابن ابی سن کے بڑا خوف کھا گیا
انکار کے نتیجے سے وہ تھرتھرا گیا
اس کے حواریوں کا جتھا پاس آ گیا
اور مل ملا کے مشورہ باہم کیا گیا
سب مشرکین مکہ کے ہم کار ہو گئے
حضرتؐ سے جنگ کرنے کو تیار ہو گئے

ابن ابی ہی کے تھی مجلس یہ گھر ہوئی
اس کی حضورؐ کو بھی اسی دن خبر ہوئی
پہنچے ادھر حضورؐ کہ یہ تھی جدھر ہوئی
ہر چند کوئی بات نہ بیرون در ہوئی
حیراں تھے راز کس نے ہے یہ فاش کر دیا
اس نے ابی زادے کو غصے سے بھر دیا



فرمایا ''اہل مکہ سے جتنے ڈرو گے تم
اپنے ہی بھائیوں سے لڑائی کرو گے تم
آپس میں اس طرح ہی اگر لڑ مرو گے تم
اپنا کیا ہی اپنے عمل سے بھرو گے تم
نقصان اہل مکہ سے اتنا نہ پاؤ گے
جتنا خود اپنی بدعملی سے اٹھاؤ گے''

ابن ابی اور سبھی اس کے ہم نوا
اپنے ارادوں پر نہ ہوئے کار آزما
مجمع تمام چپکے ہی چپکے بکھر گیا
کوئی نہ بات کر سکا، ہر ایک چپ رہا
درپردہ رابطے مگر ابن ابی کے
مکہ کے مشرکوں سے بدستور ہی رہے

دھمکی مہاجروں کو بھی دی مشرکین نے
طعنہ زنی بھی ساتھ کی ان مفسدین نے
دھمکایا اور ڈرایا گروہِ لعین نے
دکھلایا رنگ اس طرح غیظ اور کین نے
تم بچ بچا کے ہم سے مدینے کو تو گئے
لیکن نہ یہ سمجھنا کہ محفوظ ہو گئے

جب سرزنش کو یثربیوں کی ہم آئیں گے
تم کو سبق بھی ساتھ ہی ان کے سکھائیں گے
بد مذہبی کا یوں مزا تم کو چکھائیں گے
سب لوگ مدتوں نہ اسے بھول پائیں گے
تم کو نہ آ سکے گی کبھی نیند چین کی
آئے گی سسکیوں کی صدا اور بین کی

پیغام یہ قریش کا دھمکی فقط نہ تھا
منصوبہ بلکہ تھا وہ یقیناً چڑھائی کا
حضرت کو بھی پتا تھا کسی طور چل گیا
خطرہ عدو کے چھاپے کا اس واسطے بڑھا
راتیں حضورؐ جاگ کے اکثر گزارتے
پہرہ بٹھانے کو وہ کسی کو پکارتے

اک رات خطرہ بیش تھا دشمن کے وار کا
اور وقت سر پہ تھا شب تیرہ و تار کا
لمحہ نہ تھا کوئی بھی سکون و قرار کا
ارمان آپ کو تھا کسی پہرہ دار کا
جھنکار اسلحے کی اچانک سنی گئی
حضرتؐ گرج کے بول اٹھے "کون ہے بھئی؟"



"میں سعدؓ ہوں حضور" اُدھر سے ملا جواب[۳۴]
"وقاص کا ہوں پوتا' پئے خدمت جناب
حالات ان دنوں مجھے آئے نظر خراب
پہرے کے واسطے کیا خود اپنا انتخاب"
سن کر خوشی سے آپ نے دی سعدؓ کو دعا
"اس کارِ خیر کی تمھیں اللہ دے جزا"

تھا چند رات کا نہ یہ پہرے کا انتظام
ہوتا یہ انتظام بہر شب بہ التزام
پھر یوں سلامتی کا کیا حق نے اہتمام
"وَاللّٰہُ یُعْصِمُکَ مِنَ النَّاس" تھا پیام[۳۵]
حضرتؐ نے سب کو مژدۂ تازہ سنا دیا
اور اپنے در سے روز کا پہرہ اٹھا دیا

# اذنِ جنگ

ایسے ہی خطرے میں تھے سب اصحابِ ذوالکرام
ہتھیار اپنے پاس ہی رکھتے تھے صبح وشام
ان کے خلاف قوم تھی سب تیغ بے نیام
ملزم تھے ان کے ساتھ مدینے کے خاص وعام
مسلمٔ مدینہ کے سبھی مغضوبِ عام تھے
ان پر کمان تانے ہوئے بدلگام تھے

جب زندگی مدینے میں دشمن نے تنگ کی
افواہیں پھیلیں چاروں طرف رنگ رنگ کی
کثرت ہوئی قریش کے کبر و ترنگ کی
خدشہ تھا، کوئی خیر نہیں نام و ننگ کی
لیتے نہیں تھے ہوش کے ناخن قریش اب
روکے نہ رک رہا تھا لعینوں کا طیش اب



ہجرت کی اس لیے تھی اجازت انھیں ملی
شاید کہ سازگار ہو کوئی زمیں نئی
حبشہ میں گو سکون کی تھی کچھ سبیل بھی
یثرب میں لیکن اس سے زیادہ امید تھی
لیکن یہاں بھی خطرہ بڑھا نام و ننگ کا
اذنِ الٰہی مل گیا ان کو بھی جنگ کا[۳۶]

## شاہراہِ شام پر معاہدے اور طلایہ گردی

اذنِ قتال نے نئی راہیں نکال دیں

آسان ہو گئی، کوئی مشکل جو تھی کہیں

وہ بستیاں کہ شام کے جو راستے پہ تھیں

اپنے معاہدوں میں پیمبرؐ نے ڈھال لیں

اس کے علاوہ گشت کے دستے چلا دیے

اور راستے قریش کے مشکل بنا دیے[٣٧]

بھیجے گئے تھے جتنے بھی دستے طلایہ گرد

تھے حوصلے میں فرد تو جرأت میں شیر مرد

بعضوں کو پیش آئی بھی کچھ بے ضرر نبرد

گو بعض کا رویہ رہا مومنوں سے سرد

آخر کو کامران ہی لوٹے سبھی شجاع

پھر وارداتِ نخلہ بنی باعث نزاع



## جنگ بدر کے ظاہری اسباب

نخلہ میں ایک جیش نبیؐ کا قیام تھا

مکہ سے آ کے ٹھہرا وہیں ایک قافلہ

رُخ اُس طرف ہوا جو مسلماں کے تیر کا

اک شخص، عمرو حضرمی نذر اجل ہوا

یہ واقعہ رجب کے ہے ماہ حرام کا

کفار کو بہانہ تھا یہ، انتقام کا

مکہ میں اک دہائی مچی ہر شریر کی

یعنی حرام ماہ میں کیوں دار و گیر کی

اس پر رسولؐ پاک نے خود بھی نکیر کی

کی خوں بہا کے ساتھ رہائی اسیر کی[٣٨]

پھر بھی نہ اہل مکہ کو آیا قرار و صبر

آمادہ ہو گئے بہ ہمہ ظلم و جور و جبر

آتش بپا تھے نخلہ کے قصے پہ مشرکیں
دن رات دانت پیستے، ہوتے تھے خشمگیں
یعنی یہاں تک آ کے کریں وار مسلمیں
اتنے دلیر ہو گئے، کل تک جو تھے کمیں!
آیا انھیں خیال کہ شاید یہ اب ہمیں
شہراہِ شام سے بھی گزرنے کبھی نہ دیں
اس طرح ان کا غیظ و غضب بھی فزوں ہوا
ان کی رگوں میں تند و غضبناک، خوں ہوا
کینہ جو اندرون تھا، اس سے بروں ہوا
اور اک سبب مدینے پہ حملے کا یوں ہوا
مکہ سے ایک روز، تجارت کے کام کو
اک قافلہ روانہ ہوا ملک شام کو
جاتے ہوئے مدینہ سے بچ کر نکل گیا
پلٹا تو مومنوں کو پتا اس کا چل گیا
سالار ہوشیار تھا، رستہ بدل گیا
اس طرح اس پہ وار جو ہونا تھا، ٹل گیا
پھر بھی دہائی دی گئی، مکے میں غل ہوا
لوٹا گیا وہ قافلۂ برباد کل ہوا



مکہ میں اس پہ سب کو اکٹھے کیا گیا
جو جنگجُو قبیلوں میں تھا، لے لیا گیا
جو اسلحہ ضروری تھا، سب کو دیا گیا
تیار اک ہزار جواں کو کیا گیا
اس طور ایک لشکر جرار ہو گیا
یثرب پہ حملے کے لیے تیار ہو گیا

# قریش مکہ کی لشکرکشی

اٹھی گھٹا جنوب سے تا بدر آ گئی
آفت کے روپ میں سرمیدان چھا گئی
آندھی وہ تھی کہ غیظ کے کانٹے بچھا گئی
ظلمت کے، جبر و جور کے چھینٹے اڑا گئی

مکہ کے مشرکوں کی وہ سرکش سپاہ تھی
طاغوت کی وہ ساحرۂ روسیاہ تھی

لشکر تھا اک ہزار جوانانِ کفر کا
وہ ایک جیش ظلم تھا خانانِ کفر کا
گویا وہ تھا بگولا بیابانِ کفر کا
دیو تباہ کن تھا کہستانِ کفر کا

مکہ سے نکلا اور چلا دھاڑتا ہوا
ہر ہر جگہ انا کے علم گاڑتا ہوا



چھ سو کے آس پاس زِرہ پوش لشکری
اک سو تھے گھڑ سوار ستم کوش لشکری
دیووں کی مثل تھے بہ تن و توش لشکری
یہ تھے قریش، نشہ میں مدہوش لشکری

پہنے ہوئے وہ جوشن و خود و کمند تھے
تیغیں کمر میں، نیزے سروں سے بلند تھے

آیا جو دندناتا ہوا لشکر قریش
اونچا تھا فخر و کبر و انا سے سر قریش
جالوت کی سپاہ بنا عسکر قریش
گردن فراز اُن میں تھا ہر افسر قریش

سالارِ اعظم اس کا تھا بوجہلِ بدنہاد
فرعون وقت، بدنظر و ماہر فساد

آیا بچانے قافلۂ ابن حرب[۳۹] کو
تیار ہو کے آیا تھا وہ حرب و ضرب کو
دھمکاتا اور ڈراتا ہوا شرق و غرب کو
لپکا مدینہ پاک کی تدمیر و خرب کو

میدان بدر میں یہ شقی خیمہ زن ہوا
آتے ہی ناؤ نوش میں لشکر مگن ہوا

لحم شتر تھا، ڈھیر تھے تکے کباب کے
مٹکے کھلے ہوئے تھے عرب کی شراب کے
اک بے خودی میں غرق تھے ماتے شباب کے
تھے خلط ملط ڈانڈے گناہ و ثواب کے

وادی کے پار ٹیلے کے پیچھے تھا یہ عدو
پھیلے تھے اس کے خیمہ و خرگاہ چارسو



## ابوسفیان کا تجارتی قافلہ

آتا تھا ابن حرب کا جو قافلہ اُدھر
پہلے رواں دواں تھا وہ شہ راہِ بدر پر
لایا تھا شام سے وہ گراں بار مال و زر
بے باک راہ زن سے تھا، قزاق سے نڈر
اس کو خبر ملی کہ نبیؐ کے طلایہ گرد
جانے نہ دیں گے قافلہ خالی، یہ شیر مرد

سردارِ کارواں کہ تھا اک مرد ہوشیار
سب تاجرانہ راہوں کا تھا آزمودہ کار
اونٹوں کی اس نے موڑ دی اس راہ سے مہار
چل نکلی آگے ساحلِ احمر پہ ہر قطار
لشکر کو حکم بھیجا کہ آگے نہ اور جائے
ہم بچ کے آگئے ہیں سو لشکر بھی لوٹ جائے

# قریش مکہ کا فخر و غرور

لشکر کے بعض لوگ ذرا صلح جو بھی تھے
ہر چند بت پرست تھے، فرخندہ خو بھی تھے
دانا تھے اور جنگ سے کچھ تلخ رُو بھی تھے
کچھ نیک لوگ وہ بھی تھے جو راست گُو بھی تھے
بولے، پلٹ چلیں کہ بڑا نام ہو گیا
جس کام کو ہم آئے تھے، وہ کام ہو گیا

طاغوت کبر و فخر ابوجہل نے کہا
مقصد ہمارا دوستو پورا نہیں ہوا
اچھا ہوا کہ قافلہ بچ کر نکل گیا
لیکن ہمارا عزم ہے، اس سے بھی کچھ سوا
یثرب کو ہم دکھائیں گے شوکت قریش کی
شدت بھی اہل مکہ کے غیظ اور طیش کی



ہم چشمہ ہائے بدر پہ خیمے لگائیں گے
اور ذبح کر کے اونٹ وہاں روز کھائیں گے
لوگوں کو بھی ضیافتیں اپنی کھلائیں گے
کیف آفریں شراب پئیں گے، پلائیں گے
یہ دل فریب لونڈیاں ناچیں گی، گائیں گی
سارے عرب پہ دھاک ہماری بٹھائیں گی

# اسلامی لشکر کی روانگی

جب نکلے جاں نثاروں کے ہمراہ مصطفیٰؐ
یثرب سے سوئے بدر چلا جیش باصفا
گنتی میں تین سو سے یہ کچھ ہی زیادہ تھا[۴۰]
افراد کم، سواریاں کم، کم ہی اسلحہ

حیرت کا تھا مقام فلک کی نگاہ میں
یعنی مقابلہ یہ ٹھنا کوہ و کاہ میں

اکثر یہ سمجھے، قافلہ یہ لٹ ہی جائے گا
اب آ گیا ہے زد پہ تو بچنے نہ پائے گا
شاید وہاں لڑائی کا موقع نہ آئے گا
ہر اک لڑے بغیر زر و مال پائے گا

لیکن وہاں مشیت مولیٰ کچھ اور تھی
اس معرکے کی غایت اولیٰ کچھ اور تھی



اللہ نے رسولؐ کو تھا یہ جتا دیا
بستی سے باہر آنے کی غایت ہے اور کیا
احقاق حق تھا ہر طرح مطلوب کبریا
ابطال باطل اس میں ہی شامل ہے بے خطا

لشکر اگر اِدھر ہے تو ہے قافلہ اُدھر
قابو تمھارا ہوگا بس ان میں سے ایک پر

شوکت کا ہے تقاضا کہ لشکر پہ کود جاؤ
اس بدنظر گروہ پہ ضربِ گراں لگاؤ
میداں میں تم چٹان کی صورت قدم جماؤ
پھیرو نہ پیٹھ بلکہ مسلسل قدم بڑھاؤ[۴۱]

دشمن کو یوں رگیدو کہ ٹوٹے ہراس کی آس
وہ جان لے کہ جینے کی قوت ہے کس کے پاس

فوج ملائکہ یہیں نصرت کو آئے گی
ہر طور مومنوں کی وہ ڈھارس بندھائے گی
تم سے عدو کی فوج بڑے زخم کھائے گی
ان کی پرانی ساکھ بھم ہو نہ پائے گی

ہوگا تمھارے رعب کا چرچا قریب و دور
جلدی قریش کا نہ اٹھے گا کوئی فتور

# وادی ذفران

اب تک رسولؐ نے نہ کیا تھا یہ آشکار
تھا قلب پاک ہی میں ابھی حکم کردگار
آخر چھپا نہ رہنا تھا یہ امر زینہار
ہونا تو تھا عیاں کسی عنوان ایک بار

جس وقت جیش وادی ذفراں میں آ گیا
حضرت نے مشورے کو پڑاؤ یہاں کیا[۴۲]

مجلس میں سب مہاجر و انصار ساتھ تھے
صدیقؓ اور حیدرؓ کرار ساتھ تھے
فاروقؓ و حمزہؓ جیسے جگردار ساتھ تھے
مقدادؓ ابن عمرو سے احرار ساتھ تھے

اٹھ کر رسولؐ پاک نے ارشاد یہ کیا
منشائے حق سے میں تمھیں آگاہ کر چکا



سفیان ابن حرب ادھر آتا ہے شام سے
گزرے گا بالضرور وہ شہراہ عام سے
ہم مال چھین سکتے ہیں اس بدلگام سے
سب خوش ہیں ایسے منفعت انگیز کام سے

لیکن اسے بچانے کو لشکر ہے آ رہا
مکہ سے جو ہزار بہادر ہے لا رہا

سب اسلحہ سے لیس ہیں اور جنگ باز ہیں
تیر و تفنگ و تیغ سے وہ سرفراز ہیں
اسپ و شتر کے خیل کی باگیں دراز ہیں
جام و سبو و طبل و دہل ان کے ساز ہیں

دونوں سے اب بنایئے کس ایک کو ہدف؟
لشکر کو‘ یا چلیں ابوسفیان کی طرف؟

اللہ چاہتا ہے کہ ہم ہی ہوں سربلند
ہم لشکر قریش کو بھرنے نہ دیں زقند
بہتر ہے ان کا ناطقہ ہر طرح سے ہو بند
لشکر سے ہم لڑیں‘ یہ ہے اللہ کو پسند

مجھ کو اب اپنی رائے سے آگاہ کیجیے
ترجیح قافلے کو یا لشکر کو دیجیے

## مہاجر و انصار کا اظہار اطاعت

صدیقؓ بھی، عمرؓ بھی اٹھے اور یہ کہا
معلوم ہو گیا ہے جو مقصد ہے آپ کا
تسلیم قلب و جاں سے ہے، بے ریب و بے خطا
فرمان حق سمجھتے ہیں فرمان مصطفیٰؐ

مقدادؓ ابن عمرو بھی بولے بہ عقل و ہوش
اور انتثال امر میں ظاہر کیا یہ جوش

ہم متفق ہیں آپ کے عزم صمیم سے
ہمراہ آپ ہی کے ہیں قلب سلیم سے
ہم کیوں کہیں گے آپ ہی لڑیئے غنیم سے
جیسے یہودیوں نے کہا تھا کلیمؑ سے

ہم تو خدا کی راہ میں جانیں لڑائیں گے
جس راہ آپ جائیں گے، ہم ساتھ جائیں گے



سن کر مہاجروں کے سخن، آپؐ خوش ہوئے
فرمایا، اس سے خاصی تسلی ہوئی مجھے
مطلوب ہیں مگر مجھے کچھ اور مشورے
اس پر مزید لوگوں کی تائید چاہیے

انصار میں سے ایک جواں مرد نے کہا
شاید مری طرف ہے اشارہ حضورؐ کا

یہ سعدؓ بن معاذ تھے انصار کے زعیم
حق سے عطا ہوئی تھی جنھیں فطرت سلیم
بولے، حضورؐ! آپ کے ہیں مرتبے عظیم
ہم کر چکے ہیں آپ سے پیمانِ مستقیم

فرماں پہ آپ ہی کے رہیں گے خجستہ گام
کہیے تو کود جائیں، سمندر میں ہم تمام

چہرہ نبیؐ کا سعد کی باتوں سے کھل اٹھا
آنکھیں چمک اٹھیں تو تبسم لبوں پہ تھا
فرمایا، مجھ سے وعدہ ہے اللہ نے کیا
دو میں سے اک گروہ مرے ہاتھ آئے گا

منظر خوشی کے، بدر کے دیوار و در میں ہیں
یعنی عدو کے مذبحے میری نظر میں ہیں[43]

## سوئے میدانِ کارزار

ذفراں سے اب نبیؐ نے دیا حکم کوچ کا
اور سوئے بدر چل دیا ننھا سا قافلہ
کہنے کو تو یہ لشکر رَبّ کریم تھا
لگتا تھا لیکن ایک جتھا زائرین کا
طبل و دہل کا غل، نہ بڑیں فخر و ناز کی
نعرے شجاعتوں کے، نہ ڈینگیں فراز کی
وادی سے چڑھ کے سلسلۂ کوہسار پر
آگے بڑھا یہ جیش خداوند بحر و بر
ٹیلوں کے دامنوں سے بھی اس کا ہوا گزر
آخر ہوا تمام پہاڑوں کا یہ سفر
ٹھہرا قریب بدر کے اک ریگزار میں
بستی سے تھوڑا ہٹ کے نواحی دیار میں



## لشکر قریش کے متعلق معلومات

اللہ کے رسولؐ چلے خیمہ گاہ سے
بولے رفیق غار، خجستہ نگاہ سےؓ
دیکھیں کہ دشمن آئے گا کس شاہراہ سے
نکلے گا کون سے وہ مقامِ پناہ سے
تعداد اُن کی کیا ہے تو کیا طرز جنگ ہے
لشکر کے جنگ جوؤں کا کیا رنگ ڈھنگ ہے
آگے چلے تو سامنے اک مرد پیر تھا
ہئیت کچھ اس طرح کی تھی گویا فقیر تھا
فہم و ذکا سے چہرہ مگر مستنیر تھا
آنکھیں بتا رہی تھیں عقیل و بصیر تھا
حضرتؐ کا تھا قیافہ کہ وہ سچ بتائے گا
دھوکہ نہ دے گا اور نہ کچھ وہ چھپائے گا

اس سے کہا کہ تم سے ہمارا سوال ہے
بتلاؤ' کیا قریش کے لشکر کا حال ہے؟
جیشِ محمدیؐ کا کہو کیا مآل ہے؟
کچھ کارِ خاص ہے کہ فقط قیل و قال ہے

بولا کہ ''آپ کون ہیں پہلے بتائیے!
مجھ سے امید ورنہ کوئی مت لگائیے!

بولے رسولِ پاکؐ کہ ہم بھی بتائیں گے
پہلے سنیں گے تم سے پھر اپنی سنائیں گے
بولا کہ ''اچھا! اس طرح بدلہ چکائیں گے
بولے رسولؐ ''ہاں اسی صورت بتائیں گے''

کہنے لگا بزرگ کہ ''چلیے یونہی سہی
بتلائے دے رہا ہوں' اگر ضد ہے آپ کی

مجھ کو بتانے والے نے ہے یہ پتہ دیا
جیشِ محمدیؐ کہ فلاں روز ہے چلا
اس وقت ہونا چاہیے اس کو فلاں جگہ
لیکن یہ شرط ہے کہ ہو مخبر نے سچ کہا

یہ ٹھیک وہ جگہ تھی جہاں تھا مقیم' جیش
بہرِ قتال لشکریانِ غنیم' جیش



''میں جانتا ہوں جب چلا لشکر قریش کا
اور اس نے رخ چڑھائی کا تھا بدر کو کیا
اب وہ فلاں مقام پہ ہوگا ٹکا ہوا
لیکن یہ شرط ہے کہ ہو مخبر نے سچ کہا''

یہ ٹھیک وہ جگہ تھی' جہاں اس کا تھا قیام
رقص و سرود و جام و سبو کی تھی دھوم دھام

یہ کہہ کے بولا' اب تو بتاؤ کہ کون ہو؟
کیا ہے حسب نسب' ذرا اس کی خبر تو دو
تم خوش خرام لوگ ہو' خوش خوش چلو پھرو
وعدہ کیا ہے مجھ سے جو' پورا اسے کرو

مجھ کو بھی کچھ پتہ چلے' میں نے خبر جو دی
میں نے تو سب بتا دیا' کچھ کہیے آپ بھی!

بولے حضورؐ ''ایک ہی پانی سے ہم ہیں سب''
یہ کہہ کے چل دیئے' یہاں رکنا تھا بے سبب
اس سے مگر نہ بوڑھے کی پوری ہوئی طلب
کہتا ہی رہ گیا وہ فہیم و ذکی عرب

''جانے یہ اجنبی مجھے کیا بات کہہ گیا
پانی بھلا یہ کیا ہوا؟ پانی عراق کا؟''[45]

اللہ کے نبیؐ نے اسی روز شام کو
بھیجا پھر اپنے چند صحابہ کرام کو
یعنی علیؓ کو، سعدؓ کو، ابنؓ عوام کو[۴۶]
جاسوسیِ غنیم کے مخصوص کام کو

جا کر عدو کے حال کا پورا پتا لگائیں
تیاریاں جو کرتا ہے، وہ اطلاع لائیں

یہ جاں نثار بدر کے چشمہ پہ جا رُکے
پانی جو بھر رہے تھے وہاں، دو غلام تھے
دونوں انھوں نے جا کے گرفتار کر لیے
اور ان کو لے کے خدمت حضرتؐ میں آ گئے

اس وقت آنحضورؐ کھڑے تھے نماز میں
مصروفِ حق تھے بارگہِ بے نیاز میں

از خود صحابہؓ ان سے لگے حال پوچھنے
بولے کہ ہم تو سقے ہیں فوج قریش کے
آئے ہیں پانی بھرنے اسی قوم کے لیے
سمجھا مگر یہ جھوٹ صحابہ کرام نے

جانا انھیں کہ ہیں ابوسفیاں کے آدمی
دھمکایا ان کو، اور بڑی مارپیٹ کی



بے چارے مار کھاتے پکارے کہ چھوڑ دیے
مت ہڈیاں غریبوں کی بے کار توڑیے
یونہی نہ ہم اسیروں کی گردن مروڑیے
ناحق نہ بے کسوں کے لہو کو نچوڑیے

سچ تو یہ ہے، غلام ہیں ہم ابن حرب کے
لائق نہیں ہیں ایک بھی کوڑے کی ضرب کے

تب مارنے سے ہاتھ اُنھوں نے اٹھا لیا
اور اپنی کامیابی پہ کچھ فخر بھی کیا
فارغ نماز سے ہوئے اتنے میں مصطفیٰؐ
اور سخت گرم ہو کے صحابہؓ سے یوں کہا:

''جب سچ کہا اُنھوں نے تو تم مارنے لگے
بولا اُنھوں نے جھوٹ تو تم مہرباں ہوئے

واللہ ان غلاموں نے کی سچی بات تھی
یہ لشکر قریش کے ہیں دونوں آدمی
جب تم نے ان بچاروں کی یوں مارپیٹ کی
ڈر کر انھوں نے، تم نے جو چاہی، وہی کہی''

نرمی سے پوچھا آپ نے پھر اک غلام سے
ہیں کس جگہ قریش پڑاؤ کیے ہوئے

وہ ہاتھ کے اشارے سے دینے لگا خبر:
بولا' ''جناب ٹیلہ جو وادی کے ہے اُدھر'
پیچھے ہے اس کے لشکرِ مکی کا مستقر
رہتا ہے ڈھول باجے کا اس سمت شور وشر
کل سے اُسی جگہ پہ وہ لشکر مقیم ہے
سامانِ حرب وضرب بھی اس کا عظیم ہے
پوچھا گیا کہ ''کتنی ہے تعداد فوج کی؟''
بولا کہ ''اِس کی ہم کو نہیں ہے خبر کوئی''
''تعداد روز اونٹوں کی کتنی ہے ذبح کی؟''
کہنے لگا کہ ''نو کبھی' ہوتے ہیں دس کبھی''
کچھ غور اس سے آپؐ نے تعداد پر کیا
نو دس سے اک ہزار تک اندازہ کر لیا
پوچھا کہ اس میں کون ہیں مکے کے معتبر
بولا کہ عتبہ' شیبہ' ربیعہ کے دو پسر
بوالبختری ہے' ساتھ ابوجہل اور نضر
زمعہ' طعیمہ' حارث' امیہ بزرگ تر
ابن خویلد اور پھر ابن حزام ہیں
ان کے علاوہ اور بھی مشہور نام ہیں[47]



بولے رسولِ پاک کہ ''دیکھو مرے لیے
مکہ نے اپنے لختِ جگر ہیں اگل دیے
ممکن نہیں کہ اپنا وہ زخمِ جگر سیے
کچھ عرصہ تلملائے اور اپنا لہو پیے[48]
ہوگا نہ زخم' بدر کا یہ مندمل کبھی
وہ جیتنے نہ پائیں گے مومن کا دل کبھی

# لشکر اسلام کی کیفیت

ہجرت کا دوسرا ہی مدینے میں سال تھا
مکہ سے پھیلا ریشہ دوانی کا جال تھا
یوں حملۂ قریش کا بھی احتمال تھا
اسلام کا پنپنا بظاہر محال تھا

مومن کچھ اتنے ٹھیک سنبھلنے نہ پائے تھے
ان پر فراغتوں کے ابھی دن نہ آئے تھے

ان کی معیشت ایسی ابھی پختہ تر نہ تھی
اور شان عسکریت ابھی معتبر نہ تھی
تربیت جدال بھی کچھ زوروں پر نہ تھی
سطوت سپاہ کی جو اُدھر تھی، اِدھر نہ تھی

دو گھوڑے، ستر اونٹ ہی ان کی بساط تھی
تھی مصطفیؐ کی ذات، جو وجہ نشاط تھی



تکیہ تھا ان کا نصرت حق پر تمام تر
ہر مرحلے میں ان کی تھی اللہ پر نظر
بکتر نہ کوئی خود و زرہ ان کے جسم پر
شمشیر و نیزہ تھا بھی تو بالکل ہی مختصر

تھی اونٹ پر عماری نہ گھوڑے پہ زین تھی
غازی پیادہ پا تھے، تہ پا زمین تھی

لشکر سے آ پڑا تھا انھیں اب مقابلہ
تعداد میں جو تین گنا ان سے تھا بڑا
ان مومنوں کا حوصلہ لیکن بلند تھا
ہرگز نہ خوف و رعب تھا دشمن کی فوج کا

ہیبت نہ ان پہ چھا سکی فوجِ عظیم کی
تھی بے وقار سطوت و صولت غنیم کی

ڈیرا جہاں کیا تھا فقط ریگ زار تھا
پانی نہ سبزہ و شجر سایہ دار تھا
گرمی بلا کی، چارسو گرد و غبار تھا
لڑنا کجا، قیام وہاں دل فگار تھا

اس کیفیت میں گو کہ پریشان تھے جواں
لیکن نہیں تھے رحمت حق سے وہ بدگماں

## بارانِ رحمت

اللہ مہرباں تھا اپنے حبیبؐ پر
ہر مرحلے میں، ان پہ تھی اللہ کی نظر
دیکھی جو غازیوں کی وہاں کیفیت بتر[۴۹]
فوراً روانہ کر دیا ابر مطیر اُدھر

نازل ہوئی زمین پہ بارانِ جاں فزا
بادل نے ریگ زار کو گلزار کر دیا

جب ریت جم گئی تو وہ میدان بن گیا
تالاب بن گیا جہاں کوئی نشیب تھا
غسل و وضو کے واسطے آب صفا ملا
گرد و غبار سے بھی ہوئی پاک یہ فضا

آب طہور سے وہ سبھی پاک ہو گئے
حزن والم سے ہرطرح بے باک ہو گئے



اللہ نے اک اور کرم اس طرح کیا
ہر اک کو دی غنودگی و خوابِ جاں فزا
جاگے تو ہر جوان کو محسوس یوں ہوا
سر میں گرانی تھی، نہ کوئی دل میں خوف تھا

پہلے جو وہ غلاظت شیطاں کی زد میں تھے
یکسر ہوئی تمام کہ جس رد و کد میں تھے[۵۰]

بارش نے ریگزار کو ہموار کر دیا
میدان، جنگ کے لیے تیار کر دیا
کیچڑ، عدو کی جان کا آزار کر دیا
یوں ان کا چلنا پھرنا بھی دشوار کر دیا

میداں یہ مومنوں کو سکوں بار ہو گیا
اور کافروں پہ باعث آزار ہو گیا

## لشکر اسلام کا مستقر

محبوبؐ حق نے چاروں طرف دیکھ بھال کر
اپنے لیے پسند کی اک جائے مستقر
چشمہ، نواح بدر میں جو تھا قریب تر
جا کر رُکی وہاں نگہ سید البشرؐ

اس چشمہ پر پھر آپ نے فرما لیا نزول
ٹھہرے اسی مقام پہ اللہ کے رسولؐ

حضرت حبابؓ تھے جو صحابی رسولؐ کے
آ کر قریب آپ کے یہ پوچھنے لگے
ٹھہرے ہیں آپ کیا یہاں حکم الٰہ سے
یا جنگی مصلحت کی برآری کے واسطے

بولے رسولؐ پاک، یہ حکمت ہے جنگ کی
اللہ کی طرف سے نہیں حکم یہ کوئی



بولے حبابؓ، پھر یہ مری عرض مان لیں
اچھا نہیں مقام یہ، فی الفور چھوڑ دیں
لشکر کو لے کے اور کچھ آگے چلے چلیں
نزد قریش چشمہ ہے، منزل وہاں کریں

باقی تمام چشموں کو مٹی سے پاٹ دیں
دشمن کا ربط اس طرح پانی سے کاٹ دیں

ہم ایک حوض چشمے پہ اپنے، بنائیں گے
اس حوض سے پھر اپنے لیے پانی لائیں گے
اس سے وضو کریں گے، اسی سے نہائیں گے
پیاس اونٹ گھوڑوں کی بھی اسی سے بجھائیں گے

دشمن کسی جگہ سے بھی پانی نہ پائے گا
اس کے بغیر جنگ میں نقصان اٹھائے گا

بولے رسولؐ پاک یہ سن کر حبابؓ سے
جی خوش ہوا ہے میرا تمھارے خطاب سے
دی خوب رائے اس سخن باصواب سے
یہ بھی کرم ہے حضرت حق کی جناب سے

یہ کہہ کے پھر روانہ ہوئے سرورِؐ انام
لشکر نے اس مقام پہ جا کر کیا قیام

ملبے اٹھا کے غازیوں نے جمع کر دیے
میداں میں سنگ وخار وخس وخاک دھر دیے
ناخواستہ جو چشمے تھے، سب ان سے بھر دیے
پانی کے جو ذرائع تھے، بیکار کر دیے
صرف ایک چشمہ آپؐ نے قبضے میں کر لیا
اک حوض سا بنا لیا، پانی سے بھر لیا



## عریش رسولؐ

انصار کے زعیم کہ تھے سعد بن معاذؓ
ملتے ہیں اس طرح کے ذکی اور فہیم، شاذ
حاصل تھا اُن کو ہر فن و معنی میں اتخاذ
ہوتا ہے ایسے لوگوں سے سرگرم، ہر محاذ
فرماں بری جو پہلے بھی اپنی دکھا چکے
قلب رسولؐ پاک میں تھے گھر بنا چکے

کہنے لگے کہ اے مرے محبوبِ دلستاں
جاں سے عزیز تر ہیں حضورؐ آپ! بے گماں
اس رزم خیر وشر میں نہ جانے ہو کیا سماں
ہم چاہتے ہیں آپ رہیں زیر سائباں
ٹیلے پہ اک عریش بناتے ہیں جا کے ہم
آرام اس میں کیجیے اے سرورِؐ امم

ہم نصرتِ الٰہی کے امیدوار ہیں
اور آپؐ، ہم غریبوں کے دل کا قرار ہیں
مومن تمام آپ کے خدمت گزار ہیں
لمحہ بہ لمحہ آپ کے ہم جاں نثار ہیں

ہم پر گراں ہے، آپ کو اک ضرب بھی جو آئے
ہوتے ہوئے ہمارے، عدو آپ کو ستائے

جب ہم عدو کے سامنے مصروف جنگ ہوں
دشمن ہو تنگ ہم سے یا ہم اس سے تنگ ہوں
یا ہم پہ ہر طرف سے برستے خدنگ ہوں
یا ہم عدو کی گردن و سر پر دبنگ ہوں

ہو فضل خاص آپ پہ اللہ کا حضور!
اک بال بھی نہ آپ کا بیکا ہو یا حضورؐ!

دشمن پہ ہو اگر ہمیں فتح مبیں نصیب
شاہوں پہ سربلند کیے جائیں گے غریب
پائے گا سرخروئی جو اللہ کا حبیبؐ
ہوگا یہ بالیقین بڑا معرکہ عجیب

برعکس اس کے دوسری صورت جو آئے پیش
تب آزمائے جائیں گے بیگانے اور خویش



ہو کر سوار آپؐ مدینے کو لوٹ جائیں
کوئی الم نہ خاطر عالی میں آپ لائیں
دو جاں نثار آپ کے ٹھہریں گے، دائیں بائیں
ہم سے بھی شاید آپ انھیں بہتر رفیق پائیں

ہم سے بھی بڑھ کے ہیں وہ محبت میں آپ کی
جانیں کریں گے پیش، قیادت میں آپ کی

جنگ و جدل میں آپ کے غازی رہیں گے وہ
آفت ہر ایک، دین کی خاطر سہیں گے وہ
جو کچھ کہیں گے آپ، وہی کچھ کہیں گے وہ
ساتھ آپ ہی کے سیل بلا میں بہیں گے وہ

ہم سے بھی بڑھ کے آپ کے وہ خیر خواہ ہیں
واللہ جاں نثارِ رسولؐ الٰہ ہیں

تحسین کی رسولؐ نے ابنؓ معاذ کی
فرمائی ان کے حق میں دعا ہائے خیر بھی
تعمیر تھی شروع، عریش رسولؐ کی
اک ٹولی غازیوں کی تھی اس کام میں لگی

یہ سائبان، ٹیلے پہ شاہؐ جہاں کا تھا
یہ مورچہ کہ ہادیؐ دورِ زماں کا تھا

یہ تھا عریش جس میں رہے جا کے مصطفیٰؐ
ایسی جگہ کہ جنگ کا میداں نظر میں تھا
اک پاسبان دستہ تھا ابنؓ معاذ کا
اس کی نگاہ داری کا جو ذمہ دار تھا
اللہ کے نبیؐ نے یہاں رات کی بسر[۵۱]
رکھے ہوئے تھے اپنے جوانوں پہ بھی نظر
وقت سحر نماز سے اٹھے جو مصطفیٰؐ
دیکھا کہ مستعد تھا اِدھر جیش کبریا
آیا نظر جو سامنے لشکر قریش کا
ٹیلے سے اپنے تھا جو برابر اتر رہا
ہاتھ آپؐ نے اٹھائے اور محو دعا ہوئے
اللہ کی بارگاہ میں یوں لب کشا ہوئے
مولا! یہ ہیں قریش، جو وجہ فتور ہیں
یہ کبر کے اسیر ہیں، مست غرور ہیں
منکر ترے ہیں، تیری اطاعت سے دور ہیں
تکذیب میری کرتے ہیں، مجھ سے نفور ہیں
اس کارزار میں انھیں یارب! تباہ کر
وعدہ جو تھا مدد کا، اب اس کا نباہ کر[۵۲]



## رسولؐ رحمت کی شان

لشکر جب اپنے ٹیلے سے نیچے اتر پڑا
اک ٹولا ان کا سرورؐ عالم کے ہاں گیا
پانی کا اذن مانگا تو حضرت نے یہ کہا
چھوڑو انھیں کہ پانی پئیں میرے حوض کا
اس دن پیا تھا جس نے، وہی قتل ہو گیا
تنہا حکیم ابن حزام ان میں بچ سکا
کچھ روز بعد جب وہ مسلمان ہو گیا
طاعت گزار ہو گیا آ کر رسولؐ کا
اور مومنوں کا ہم قدم و ہم زباں ہوا
ملتا تھا جب کسی سے تو کہتا تھا برملا
”اس ذات کی قسم ہے کہ ہر جبر و قدر میں
اس نے بچایا مجھ کو ہلاکت سے بدر میں“[۵۳]

## قریش کا جاسوس

آ کر قریش اک جگہ میداں میں رک گئے
دیکھا تو غازیوں کی قطاریں تھیں سامنے
کچھ تھے سوار' باقی سبھی پا پیادہ تھے
شمشیریں اور نیزے چمکتے تھے دھوپ سے
ہر طور مستعد تھے مگر شور و شر نہ تھا
بیہودہ فخر و ناز کا ان میں گزر نہ تھا
زوروں پہ تھا غرور و تکبر قریش کا
فرعون وقت تھا' وہاں سردار جو بھی تھا
آپس میں بیٹھ کر یہ کیا سب نے مشورا
دیکھیں کہ جیش کیسا یہ لائے ہیں مصطفیٰؐ
تب ابن وہب جمحی کو بھیجا کہ جلد جائے[۵۴]
اسلامیوں کے لشکری احوال دیکھ آئے



جمحی نے ایڑ گھوڑے کو دی اور چل دیا
لشکر کے گرد گھوم کے اندازہ کر لیا
پھر آ کے اپنے لشکریوں کی طرف کہا
وہ بیش و کم ہیں تین سو مردانِ باخدا
ٹھہرو' دوبارہ دیکھ لوں صورت کہ شک نہ ہو
خفیہ کمین گاہ میں کوئی کمک نہ ہو
پھر اس نے اپنے گھوڑے کو یک لخت ایڑ دی
وادی میں نزد و دور بہر سمت سیر کی
لیکن نظر نہ آئی اسے کوئی چیز بھی
لشکر میں جا کے بولا' سنو بات یہ مری
ان کی نہیں ہے کوئی بھی خفیہ کمین گاہ
آئی نہیں نظر میں اضافی کوئی سپاہ
اونٹوں پہ ہیں جو بیٹھے ہوئے مردِ عام ہیں
ہتھیار ان کے پاس اگر ہیں تو خام ہیں
تیغیں جوان کے ہاتھوں میں ہیں' بے نیام ہیں
لیکن یہ ہے کہ موت کا ہم کو پیام ہیں
ہوں گے نہ قتل وہ کوئی غارت کیے بغیر
ہرگز نہ چھوڑیں گے وہ ہمیں جاں لیے بغیر

جتنے وہ خود ہیں، اتنے ہمارے گرائیں گے
اس طرح پیاس تیغوں کی اپنی بجھائیں گے
میداں، ہماری لاشوں کا مرگھٹ بنائیں گے
مظلومیوں کا اپنی وہ بدلہ چکائیں گے
مارے گئے اگر یہاں مردانِ ذی حشم
مکہ میں جاکے رکھیں گے کس منہ سے ہم قدم



## حکیم ابن حزام کا مشورہ

جمحی کی بات سنتے ہی ابن حزام نے
جانا کہ اک مہیب نتیجہ ہے سامنے
بولا کہ دن دکھایا یہ اُس بدلگام نے[۵۵]
گمراہ کر دیا ہمیں اُس بے نظام نے
کہتا تھا ابن حرب کہ لشکر نہ آگے جائے
بوجہلِ بے نظام نے مانی نہ اس کی رائے
یہ سوچ کر وہ ابن ربیعہ[۵۶] سے جا ملا
جو کچھ سنا تھا، اس کو بھی جا کر سنا دیا
بولا کہ تو رئیس ہے، سردار ہے بڑا
ہر شخص تیری بات پہ ایمان لائے گا
جس میں ہو تیری مدح، وہی بات کر پسند
وہ کام کر کہ لوگ ہوں تیرے نیازمند

اس نے کہا، بتا تو سہی مجھ کو اے حکیم
وہ بات کیا ہے، مجھ کو بنا دے گی جو عظیم
کہنے لگا حکیم کہ اے قرشیِ کریم
تو ہے رئیس مکہ، قبیلے کا ہے زعیم

کر جنگِ بے اماں سے حذر، اے ابوالولید!
اس وقت تیرا قول ہی ہوگا یہاں سدید

شاید کہ خیر کا ہو ترے ہاتھ سے عمل[57]
لشکر کو لے کے مکہ کی جانب پلٹ کے چل
اس ابن حضرمی کے بھی کر مسئلے کو حل
ایسا نہ ہو کہ جائے ترے ہاتھ سے نکل

تو اپنے ذمے ڈال لے سب اس کا خوں بہا
لے بار مال کا کہ وہ تیرا حریف تھا

عتبہ نے اس کی بات کو تسلیم کر لیا
بولا کہ ابن حنظلیہ کے بھی پاس جا[58]
فتنے کا ڈر نہیں ہے ابوجہل کے سوا
اس کو بھی راضی کرنے کی تکلیف کر ذرا

اندیشہ مجھ کو ہے تو اُسی نامراد سے
کم ہی امید خیر ہے اس بدنہاد سے



پھر عتبہ خطبہ دینے کی خاطر کھڑا ہوا
وہ لشکر قریش سے یوں لب کشا ہوا
''مکہ سے چل کے آ ہی گئے ہیں تو کیا ہوا
آؤ، محمدؐ اپنا ہے، گھر سے گیا ہوا

کیا حاصل اس سے جنگ اگر کر بھی لیں گے ہم
اپنے بدن کے ٹکڑوں کو ماریں مریں گے ہم

ہم نے جو مار ڈالا انھیں کارزار میں
گویا یہ اندھا دھند ہے، اندھے غبار میں
اپنے عزیز ماریں گے اس انتشار میں
کاٹیں گے رشتہ داروں کو اس مارا مار میں

کوئی چچیرا بھائی، کوئی خالہ زاد ہے
سب ایک خاندان کا مکی نژاد ہے

یہ فعل وہ ہے، جس سے کراہت کریں گے ہم
اپنوں کو قتل کرنے پہ نادم رہیں گے ہم
خود کردہ اک گناہ کی لُو میں جلیں گے ہم
ہرگز تلافی اس کی نہیں کر سکیں گے ہم

بہتر یہی ہے مکہ کو واپس پلٹ چلو
ایسے محاذ جنگ کی آتش سے ہٹ چلو

چھوڑو محمدؐ اور سب اس کی سپاہ کو

غیروں سے ہی نمٹنے دو "گم کردہ راہ" کو[59]

وہ خود ہی مار ڈالیں گے اس "والا جاہ" کو

گویا کریں گے پورا وہ ہم سب کی چاہ کو

برعکس اس کے، گر وہ یہاں کامراں رہا

خود جان لے گا، ہم نے اُسے کچھ نہیں کہا

ہم نے نہیں کیا، جو برا چاہتے تھے ہم

گو قوتِ عظیم وہاں لے گئے تھے ہم

دانستہ جنگ کرنے سے پیچھے ہٹے تھے ہم

ان کے لیے رحیم تھے، بے شک برے تھے ہم

ہم نے ہی آخر اپنی قرابت کی رکھی لاج

بے شک بہت سے لوگ ہمارے تھے بدمزاج"



## ابوجہل کی برہمی

ابن حکیم پاس ابوجہل کے گیا

وہ اک زِرہ کو ٹھیک بنانے میں محو تھا

بولا حکیم سے وہ، کہو مدعا ہے کیا

اس نے کہا کہ عتبہ نے پیغام ہے دیا

یعنی قریش سارے قرابت میں ایک ہیں

سارے شریف، سارے کریم اور نیک ہیں

بہتر یہی ہے، جنگ سے اب ہاتھ اٹھائیں ہم

بگڑا نہیں ہے کچھ بھی ابھی، باز آئیں ہم

احمدؐ کو گویا یہ بھی اک احساں جتائیں ہم

لشکر کو لے کے گھر کی طرف لوٹ جائیں ہم

اکثر ہمارے لشکری خواہاں اسی کے ہیں

اجداد کی طرف سے بھی خون ایک ہی کے ہیں

بوجہل اس پیام کو سن کر بپھر گیا
سینے میں آگ لگ گئی، غصے سے بھر گیا
بولا کہ اس پہ سحر کوئی کام کر گیا
لگتا ہے، عتبہ فوجِ محمدؐ سے ڈر گیا

پھولا ہے اس کا پھیپھڑا خوف غنیم سے
مرعوب ہو گیا ہے وہ ''طفل یتیم'' سے

جو کچھ وہ کہہ رہا ہے، وہ سب ہے خیال خام
لوٹیں گے ہم نہ بدر سے بے نیل و بے مرام
دیکھا ہے اس نے جب سے محمدؐ کا احتشام
اس بے وقوف شخص کی ٹُرکی ہوئی تمام

بیٹا بھی اس کا ایک، محمدؐ کے ساتھ ہے[60]
دشمن کی نبض دوسرے دشمن کے ہاتھ ہے

پھر ابن حضرمی کی طرف بھیجا آدمی
تا دے دہائی بھائی کے خوں کے قصاص کی
وہ چیخا ''ہائے عمروؓ'' تو اک آگ لگ گئی
دعوت تمام عتبہ کی بھی رائیگاں ہوئی

جنگ آزمائی پر سبھی تیار ہو گئے
جو سست پڑ گئے تھے، وہ طرار ہو گئے



## عتبہ کی جنگ پر آمادگی

عتبہ کو پہنچی گفتۂ بوجہل کی خبر
خطبہ نہ اس کا رہ سکا لشکر میں کارگر
غیرت کا ایک دھچکا لگا اس کے ذہن پر
یاد آ گیا کہ میں بھی ہوں سالارِ معتبر

دیکھیں گے پھولا پھیپھڑا ہے اُس پلید کا؟
یا، سینہ ہے ثقیل مجھ ابوّالولید کا؟

پھر اپنے سر کے خود کو وہ ڈھونڈنے لگا
کوئی بھی خود سر کے مطابق نہ مل سکا
سردار تھا وہ، سر تھا یقیناً بہت بڑا
لشکر میں کوئی خود بھی اس کے لیے نہ تھا

چادر لپیٹنے ہی پہ لاچار ہو گیا
منڈاسا سر پہ باندھ کے تیار ہو گیا

## اسود مخزومی اور حمزہؓ

اسود کہ ایک بدعمل و بدنگاہ تھا
وہ فطرتاً حریف رسولِ الٰہ تھا
طینت میں وہ شریر تھا، گم کردہ راہ تھا
اپنے وہ ایک عہد کا تکمیل خواہ تھا
یعنی نبیؐ کے حوض سے پانی پیوں گا میں
توڑوں گا حوض، خواہ مروں یا جیوں گا میں

لشکر سے نکلا اور چلا حوض کی طرف
ہنکارتا ہوا وہ بڑھا جانب ہدف
تھا اس طرف بھی لشکر اسلام صف بہ صف
نکلا اِدھر سے حمزہؓ بھی تیغ دو دم بکف
اسود کو دیکھتے ہی بڑھا شیر ذوالجلال
تا کر سکے نہ کوئی شرارت وہ بدمآل



اسود جنابِ حمزہؓ سے جب دوبدو ہوا
گویا شغال، شیر کے آ روبرو ہوا
اسود شرارتاً جو ذرا حیلہ جو ہوا
حمزہؓ بھی جوش و غیظ سے کچھ تند خو ہوا
غازی کا ایک ہاتھ جو کافر پہ آ گیا
یہ وار اس پلید کی پنڈلی اڑا گیا

وہ چت گرا زمین پہ اور رینگنے لگا
پنڈلی کا خون دھاروں میں بہتا ہوا چلا
وہ بدنہاد رینگ کے ہی حوض کو بڑھا
حمزہؓ نے اس کو حوض کے اوپر ہی جا لیا
اک اور وار کرکے اڑا ڈالا اس کا سر
وہ رہگرائے نار ہوا جا کے حوض پر

دونوں طرف سے تھی ابھی یک گونہ خامشی
تھے منتظر کہ کون کرے پہل جنگ کی
اسود نے اپنے طور پہ ہی کی یہ خودسری
ورنہ ابھی خموش تھے سالار جنگ بھی
اسود کا فتنہ بڑھ کے شرر ساز ہو گیا
اس واقعے سے جنگ کا آغاز ہو گیا

## عتبہ کی مبارز طلبی

عتبہ کہ جنگ ٹالنے میں سخت کوش تھا
بوجہل کا بھی طعن اسے سوطِ ہوش تھا
آنکھیں شرار غیظ تھیں، دل سیل جوش تھا
اک تیغ تیز پکڑے ہوئے پُرخروش تھا

تھا ساتھ بھائی شیبہ بھی، بیٹا ولید بھی
صف سے نکل کے لڑنے میں تینوں نے پہل کی

بولا گرج کے عتبہ، مقابل ہمارے آؤ
میداں میں آ کے جوہر تیغ و تبر دکھاؤ
اصحابؓ نے جو دیکھا مبارز کا یہ سبھاؤ
انصار میں سے تین جواں نکلے، کھا کے تاؤ

حارث کے بیٹے عوفؓ ومعوذؓ تھے حق نشاں
عبداللہؓ بن رواحہ بھی تھے تیسرے جواں[61]



عتبہ نے پوچھا، کون ہوتم اور نسب ہے کیا
کہنے لگے کہ ہم ہیں سب انصار مصطفیٰؐ
جانباز ہیں، مدینہ کے مردان باصفا
اللہ اور رسولؐ کے خدام بے ریا

چلایا عتبہ، تم سے ہمیں کچھ غرض نہیں
تم لوگ ہو ہماری نظر میں فقط کمیں

پھر زور سے پکارا، محمدؐ! مری سنو
اُس جنگجو کو بھیجو کہ ہمسر ہمارا ہو
کمتر کسانوں کو نہ مرے روبرو کرو
بھیجو انھیں کہ چھپ کے ہیں بیٹھے قریش جو

آخر کہاں گئے کہ جو مکہ سے آئے ہیں؟
ہم مرتبہ ہمارے بھلا کیوں چھپائے ہیں؟

بولے نبیؐ، عبیدہؓ! اٹھو اور قدم بڑھاؤ
حمزہؓ اٹھو، حریف کو دو ہاتھ کر دکھاؤ
تم بھی اٹھو علیؓ، سر میدان تم بھی جاؤ[62]
اور رب ذوالجلال کی نصرت کا لطف اٹھاؤ

انصار لوٹ آئے، مہاجر گئے وہاں
اور اس مبارزت کا یہ تھا دیدنی سماں

دیکھا انھیں تو عتبہ نے پھر سے وہی کہا
تم کون ہو؟ بتاؤ تو نام ونسب ہے کیا؟
کیا تم بھی یثربی ہو؟ بتاؤ ہمیں ذرا!
یا اہل مکہ سے بھی تمھارا ہے واسطہ

یثرب کے رہنے والے جواں ہو تو لوٹ جاؤ
ہم مرتبہ ہمارے ملیں تو انھیں بلاؤ

بولے عبیدہؓ، حیف ہے، تم جانتے نہیں
تم آل مطلب کو بھی پہچانتے نہیں
تم جانتے ہوئے بھی ہمیں مانتے نہیں
ہمسر، ہمیں بھی جاہلو! گردانتے نہیں

بھیجے ہیں ہاشمی یہ رسولؐ انام نے
حمزہؓ، علیؓ، عبیدہؓ ہیں ہم، آؤ سامنے

عتبہ پکارا، شکر ہے وہ لوگ آ گئے
آبا کے دین سے تھے جو پہلو بچا گئے
رشتوں کو توڑ کر جو، جدائی کرا گئے
بستے گھرانوں میں کئی فتنے اٹھا گئے

تاہم حسب نسب میں مقابل شریف ہیں
جن کی طلب تھی، یہ وہ بہادر حریف ہیں



آ گے بڑھے حبیبؐ خداوند کے حبیبؓ
عتبہ کے اور شیبہ کے وہ ہو گئے قریب
وہ لوگ ان کو دیکھ کے بولے، زہے نصیب!
ہم کو مقابلے میں ملے مردم نجیب

جیتے رہے تو زندگی ہوگی شرف شعار
مارے گئے تو موت بھی آئے گی باوقار

شیبہ جناب حمزہؓ کے آ روبرو ہوا
فخر و غرور سے بڑھا اور جنگجو ہوا
حمزہؓ پہ وار کرنے کو وہ تند خو ہوا
محو خروش، ربّ علا کا عدو ہوا

چاہا کہ ہاتھ اٹھائے پہ بجلی سی گر گئی
حمزہؓ کی تیغ گردن شیبہ میں پھر گئی

اب سامنے علیؓ کے جو آیا ولید تھا
عتبہ کا بیٹا تیغ زنی میں شدید تھا
وہ جانتا نہ تھا، علیؓ فردِ فرید تھا
ظاہر میں دھان پان، بباطن حدید تھا

بن ٹھن ولید کی ابھی عشوہ مدار تھی
جو اس کا سر اڑا گئی، وہ ذوالفقار تھی

فارغ علیؓ بھی ہو گئے، حمزہؓ بھی ہو گئے
دوزخ کو اہل مکہ کے جانباز دو گئے
عتبہ عبیدہ جنگ میں کچھ ایسے کھو گئے
لڑ بھڑ کے دونوں زخمی بہت سخت ہو گئے

حمزہؓ، علیؓ نے عتبہ کو ''فی النار'' کر دیا
جو اس شقی کا زعم تھا، بے کار کر دیا

دونوں اٹھا کے لائے عبیدہؓ ضعیف کو
مشکل ہوا تھا بولنا مرد عفیف کو
زخموں نے چور کر دیا جان نحیف کو
گو پاؤں کٹ گیا پہ گرایا حریف کو

جب جیش مصطفیٰؐ سوئے طیبہ رواں ہوا
رہ میں عبیدہؓ رہروِ باغِ جناں ہوا[63]

یک بارگی عدو کے گرے تین شہسوار
تینوں بڑے شجاع کہ تھے آزمودہ کار
لشکر کی فتح کا بھی انھی پر تھا انحصار
لیکن اب ان کی موت ہوئی ان پہ ناگوار

غیظ وغضب سے لشکری انگار ہو گئے
یک لخت حملہ کرنے کو تیار ہو گئے



## لشکر اسلام کی صف بندی اور سوادؓ بن غزیہ

کرنے لگے صفوں کو رسولؐ ہدیٰ درست
کچھ یوں کہ دے دکھائی وہاں ہر جوان، چست
ظاہر نہ ہو عدو پہ، معمر بھی کوئی، سست
خائف کرے عدو کو خصوصاً صف نخُست

ہر صف کے سیدھا کرنے کو ہاتھوں میں تیر تھا
حضرتؐ کا یہ عمل بھی بڑا بے نظیر تھا

ہر صف کے سامنے سے گزرتے گئے حضورؐ
جو آگے پیچھے ہوتا، سدھاتے اسے حضورؐ
کرتے ہوئے درست انھیں چلتے رہے حضورؐ
اک صف میں تھوڑی دیر کو جا کر رُکے حضورؐ

ٹھہرے جہاں، وہ ابن غزیہ سواد تھا[64]
اور اس کا پیٹ صف سے تھا آگے بڑھا ہوا

حضرتؐ نے اس کے پیٹ پہ رکھی جو نوک تیر
فرمایا اے سواد! برابر کرو لکیر
بولا، فِـدَاکَ اُمّـی ، مرے مرشد کبیر
مجھ کو حضور! آپ نے تکلیف دی کثیر
عادل ہیں آپ، مجھ سے بھی انصاف کیجیے
ایذا دہی کا بدلہ اسی وقت دیجیے

حضرتؐ نے مدعی سے سنا اس کا مدعا
اپنے شکم سے آپ نے کپڑا اٹھا دیا
فرمایا اے سواد بڑھو، بدلہ لو چکا
یہ دیکھ کر سواد شکم سے چمٹ گیا
لینے لگا وہ بوسے لگاتار پیٹ کے
لے جا رہا تھا آج یہ نعمت سمیٹ کے

پوچھا رسولؐ پاک نے، بتلاؤ اے سواد!
تم کو ملی ہے کس طرح نیکی یہ مستزاد؟
کس نے سجھایا تم کو یہ اے مرد خوش نہاد!
پائی یہ چلتے چلتے بھلا کس طرح مراد؟
بولا، حضورؐ! جنگ کا میداں سجا ہے آج
پوشیدہ آپ سے نہیں تقدیر کا مزاج



چاہا یہ میں نے، آپ سے جب آج میں ملوں
اعزاز جس طرح بھی ہو، حاصل اسے کروں
جسم اپنا آپ کے جسد پاک سے ملوں
مقبول حق اسی طرح شاید کہ ہو سکوں
یہ سن کے آپؐ خوش ہوئے، اِکرام یوں کیا
اس کو دعائے خیر دی اور مرحبا کہا

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات

سیدھی ہوئیں صفیں تو حضورؐ آ گے آ گئے
اور غازیوں سے گفتگو کرنے کھڑے ہوئے
فرمایا، جمع ہو کے عدو حملہ جب کرے
تو کوئی تم میں تیر چلائے نہ خود بڑھے

رکھنا بچا کے تیروں کو، ناحق نہ چھوڑنا
نزدیک ہوں تو تیروں سے منہ ان کا موڑنا

چھا جائیں مثل ابر تو تیغیں نکالنا
تیغوں کے ساتھ خنجر و نیزہ سنبھالنا
بڑھ بڑھ کے کفر کے سر و گردن اچھالنا
اپنے ہنر سے ان پہ بہت رعب ڈالنا

ارشاد کر کے آپ سوئے سائباں گئے
صدیقؓ بھی بصورت سایۂ وہاں گئے[65]



دستہ محافظوں کا بھی در پر پہنچ گیا
اللہ کے نبیؐ نے تمکن وہاں کیا
بوجہل بھی وہاں کہیں کرنے لگا دعا
یارب جو حق پہ ہے تو اسے فتح کر عطا

ہم میں سے جو ہے قاطع رحم اور فتنہ گر
تو آج اس کو بر سر میداں تباہ کر

اس سلسلے میں عرش سے یہ آ گئی صدا[66]
تم چاہتے تھے فیصلہ، سو لو وہ آ گیا
تم باز آؤ گے تو ہے وہ خیر برملا
ورنہ تمھارا لشکر جرار بھی ہے کیا

اب فیصلہ تمام ہمارے ہی ہاتھ ہے
سن لو کہ حق تعالیٰ مسلماں کے ساتھ ہے

## پرُ ہجوم حملہ

جب تین برج مکہ کے، یکبارگی گرے
غیظ وغضب سے آگ بگولا عدو ہوئے
بھڑکی کچھ ایسی آگ کہ سب یک بہ یک بڑھے
آگے چلے تمام وہ جمگھٹ کیے ہوئے
حالت یہ تھی ہجوم کی آتش بپا تھے سب
اور اپنے اپنے طور پہ برق بلا تھے سب
طوفان کی طرح وہ مسلسل بڑھے گئے
ابر سیاہ جیسے گرجتا ہوا اٹھے
یا جیسے آندھی چیختی چنگھاڑتی چلے
جس سے بچاؤ کی کوئی صورت نہ بن سکے
لیکن مجاہدین میں بھگدڑ نہ تھی کوئی
مضبوط تھیں صفیں، کہیں گڑبڑ نہ تھی کوئی



اس ٹڈی دل پہ تیروں کی بوچھاڑ کی گئی
نفری کثیر اگلی قطاروں کی گر پڑی
تیروں کی باڑھ غازیوں کی تیز تر ہوئی
جس نے مچا دی لشکر دشمن میں کھلبلی
بھاگے سپاہی تیروں سے بچ کر اِدھر اُدھر
ہونے لگیں، صفیں جو بندھی تھیں، تتر بتر
وہ لشکر کثیر تھا، چنگھاڑتا گیا
کثرت کے بل پہ جنگ کے میداں پہ چھا گیا
اپنے گرے ہوؤں کو بھی وہ روندتا گیا
بچتا بچاتا لشکر دیں تک وہ آ گیا
یلغار یہ غنیم کی اب بے پناہ تھی
ابلیس بدشعار کی بد خو سپاہ تھی
غلبہ ہوا عدو کے عساکر کا اس قدر
جیسے کہ ژالہ بار ہوا ابر ٹوٹ کر
غازی بھی ڈٹ گئے لیے شمشیر اور تبر
دشمن کا وار، تیغ کا، لیتے تھے تیغ پر
دس بیس کو نشانہ بناتی تھی ایک تیغ
وہ حملہ آوروں کو الٹتے تھے بے دریغ

بے شک دفاعی جنگ تھی' زوروں کا رن پڑا
تھا غازیوں کے واسطے یہ امتحاں کڑا
تاہم اب ان کے رعب کا ایسے علم گڑا
گر کر رہا' جو ان کے مقابل ہوا کھڑا

اوپر عریش میں تھے کھڑے ہادیؐ انام
تھے کبریا سے محو دعا' عہد کے امامؐ

''اَنۡجِزۡلِي مَاوَعَدۡتَنِي اُن کے لبوں پہ تھا
اللہ کر تمام' وہ وعدہ کہ تھا کیا
یارب سوال کرتا ہوں اُس تیرے عہد کا
آج اس کے پورا کرنے کا ہے وقت آ گیا''[٦٧]

دشمن قوی ہیں' یہ ترے بندے ضعیف ہیں
لیکن تو جانتا ہے' عبادِ حنیف ہیں

اِن کی جماعت آج اگر ہو گئی ہلاک
قصہ زمیں سے ہوگا تری بندگی کا پاک
توحید کی قبا یہاں ہو کر رہے گی چاک
اللہ اس کو کون سنبھالے گا ''مَاسِوَاکَ''

میری دعا کو اے مرے مولا قبول کر
رحمت کا ابر بھیج دے اپنے رسولؐ پر[٦٨]



حضرتؐ کی اس دعا میں تھا اس درجہ انکسار
قلب و نگاہ آپ کے تھے سخت بے قرار
کندھوں سے نیچے گر گئی چادر بھی ایک بار
صدیقؓ نے اٹھا کے کیا اس کو استوار

کی عرض یارِ غار نے' ''اب ختم کیجیے
حضرت! دعا کو اور نہ اب طول دیجیے''

## نزولِ ملائکہ

اِنّی مُمِدُّکُم کی بشارت یہ آ گئی
آتے ہیں اک ہزار فرشتے مرے نبی!
اتریں گے آگے پیچھے وہ امداد کو تری
خوش ہو کہ آج بدر میں نصرت ہے یہ بڑی
میداں میں مومنوں کو کریں گے وہ پختہ تر
ہم ڈال دیں گے رعب، عدو کے قلوب پر [۶۹]
سنتے ہی یہ حضورؐ نے صدیقؓ سے کہا
خوش ہو کہ جبرئیل فلک سے اتر پڑا
گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے ہے وہ چل رہا
سر تا بہ پا غبار میں ہے وہ اٹا ہوا [۷۰]
اک لشکر ملائکہ اس کے جلو میں ہے
دس ٹولیاں ہیں، گنتی میں ہر ایک سو میں ہے



## رسول اللہؐ میدان کارزار میں

اللہ کے نبیؐ اُتر آئے عریش سے
چہرے پہ اک جلال تھا اور پُرامید تھے
پہنے ہوئے بدن پہ زرہ، جوش سے چلے
الفاظ لب پہ تھے یہ عدو کی شکست کے
"یہ مجمع عنقریب ہی کھا جائے گا شکست"
اللہ کی مدد سے ہوا تھا یہ بندوبست [۷۱]
کنکر اٹھائے خاک کے حضرتؐ نے مشت بھر
پھر "شَاھَتِ الوُجُوہ" سے پھینکے غنیم پر
مٹھی یہ ایک خاک کی جو پھینک دی اُدھر
چہروں پہ مشرکین کے اُس کا یہ تھا اثر
ہر اک کے نتھنوں، آنکھوں میں، منہ میں پڑی یہ خاک
ان پر دلیر اور ہوئے مومنین پاک

منظر ادھر عجیب تھا اس مَــا رَمَیــت کا
مشرک کا کام کر گیا کنکر کہ "خاک" تھا
اس سلسلہ میں ربِ تعالیٰ نے یہ کہا
"جو تم نے پھینکا، اصل میں پھینکا وہ ہم نے تھا"

مومن کے ہیں جو ہاتھ، ہمارے ہی ہاتھ ہیں
ہم ہر بلند و پست میں مومن کے ساتھ ہیں[۲ے]



## جوابی حملے کا حکم

اللہ کے رسولؐ نے دیکھا جو ماجرا
اب تک دفاعی معرکہ شیروں نے تھا لڑا
یلغار تھی قریش کی گو حد سے ماورا
احرار نے مگر انھیں بڑھنے نہیں دیا

ان کے بڑے جغادری نذرِ اجل ہوئے
بازو بہت سے معرکہ بازوں کے شل ہوئے

پہلے کی تھی جو تیزی وہ باقی نہیں رہی
شمشیر و نیزہ میں بھی بڑی ڈھیل آ گئی
دہشت نہ کارگر تھی کسی شہسوار کی
ہمت پیادوں اور سواروں کی پست تھی

لشکر کا پہلا جوش و جنوں سرد ہو گیا
ہر سرخرو کا چہرہ یہاں زرد ہو گیا

اللہ کے رسولؐ نے صورت یہ بھانپ لی
ناگفتنی تھی ہر طرح حالت قریش کی
جمعیت اب تھی لحظہ بہ لحظہ بگڑ رہی
تھی پوری فوج موت کے طوفان میں گھری
تھے تنگ مومنوں کے وہ تیغ و سنان سے
کوڑے برس رہے تھے اُدھر آسمان سے[43]

پہلے ہی سے ''سَیُھْزَمُ الجَمْعُ'' زباں پہ تھا
حضرتؐ نے اب جوانوں کو یہ حکم دے دیا
آگے بڑھو کہ حملے کا ہے وقت آ گیا
ان مشرکوں پہ ٹوٹ پڑو صورتِ قضا
لاشیں بچھا دو کفر کی میدان جنگ میں
چڑیوں کو پکڑو صورتِ شہباز چنگ میں

آتے ہی یہ زبانِ رسالت مآبؐ پر
اک دھن سوار ہو گئی ہر شیخ و شاب پر
جوش و جنوں جہاد کا آیا شباب پر
جیسے کہ غیظ ابھرتا ہے شیران غاب پر
احرار کود کود کے شمشیر زن ہوئے
اشرار کی صفوں میں قیامت فگن ہوئے[44]



توڑی کسی کی ٹانگ تو کاٹا کسی کا سر
گردن کسی کی کاٹ کے ڈالی زمین پر
جو جاں بچا کے بھاگتا آیا کہیں نظر
بڑھ کر کیا وہ ڈھیر بیک لمعۂ بصر
نیزہ کسی کے پیٹ کے اُس پار کر دیا
بکتر سنبھالنا اسے دشوار کر دیا

# احکامِ رسولؐ اور
# غازیانِ بدر کے ایمان افروز کارنامے

فرمایا' جو عدو کی صفوں کو گرائے گا
جو اپنی تیغ تیز کے جوہر دکھائے گا
جو شخص ڈٹ کے جنگ میں کارآزمائے گا
پیچھے نہیں ہٹے گا' شہادت بھی پائے گا
جنت عطا کرے گا اسے رب العالمیں
اعلیٰ مقام پائے گا وہ شخص بالیقیں
ارض و فلک کی طرح وہ جنت وسیع ہے
اس شخص کا مقام بھی اس میں رفیع ہے
اللہ جو قدیر و بصیر و سمیع ہے
نزدیک اس کے ایسا مسلماں وقیع ہے
سن کر اسے عمیرؓ فداکار بول اٹھا
کیا خوب! واہ واہ! بہت خوب! مرحبا!



پوچھا رسول پاک نے، تم نے یہ کیوں کہا؟
بولا' کہ یا نبیؐ مرا مطلب فقط یہ تھا
رکھوں توقع میں بھی اسی قسم کی بھلا؟
اہل جناں میں، میں بھی کہیں ہوسکوں گا کیا؟
بولے رسول پاکؐ کہ تم بھی انھی میں ہو
بڑھ کر لڑو تو جانب جنت چلے چلو
پھر توشہ دان میں سے وہ کھانے لگا کھجور
سوچا کہ ان کو کھا کے لڑوں گا میں بالضرور
آیا خیال پھر کہ ہے یہ وہم کا فتور
کھاتا رہا کھجور تو جنت ہٹے گی دور
یہ کہہ کے توشہ دان کو پھینکا زمین پر
تلوار لے کے ٹوٹ پڑا مشرکین پر
بڑھ بڑھ کے دشمنوں سے ہوا جنگ آزما
ان کی صفوں میں کرتا رہا کھلبلی بپا
کتنوں کو جانے واصل نار سقر کیا
کتنوں کے ہاتھ پاؤں کو بے کار کر دیا
کھا کھا کے زخم آپ بھی آخر ہوا شہید
جنت کو پا لیا کہ ملی تھی اسے نوید[۵۷]

حارث کا بیٹا عوفؓ تھا عفراؓ کا بھی پسر
کہنے لگا حضورؐ سے یا سید البشر!
اللہ کے حبیب، اے حق کے پیامبر
ہر مسئلے میں آپ کی ہے پختہ تر نظر

فرمایئے کہ رب تعالیٰ و بے نیاز!
ہوتا ہے کس عمل سے ہمارے بشر نواز

فرمایا آپ نے کہ برہنہ بدن بشر
دشمن میں اپنا ہاتھ ڈبو دے بلا خطر
کوئی زرہ نہ بکتر و جوشن ہو جسم پر
اللہ کی نگاہ میں ہے وہ عزیز تر

یہ سن کے عوفؓ نے جو زرہ تھی اتار دی
دشمن سے لڑتے آخری ساعت گزار دی

جوہر دکھائے تیغۂ آئینہ دار کے
منہ دشمنوں کے موڑ دیے مار مار کے
کتنے شقی نہ جانے گرے جان ہار کے
کس کس کا پھر وہ بوجھ سروں کا اتار کے

آخر شہید ہو گیا اس کارزار میں
داخل ہوا وہ خلد کے مردانِ کار میں



## ملائکہ کی کارفرمائی

راوی ہیں عکرمہ کہ تھا جب روز بدر کا
کٹ جاتا سر کسی کا تو چلتا نہ تھا پتا
گرتا زمیں پہ سر تو کوئی جانتا نہ تھا
مارا ہے کس نے اس کو، عجب تھا یہ ماجرا

کٹتا کسی کا ہاتھ تو ملتی نہ تھی خبر
کاٹا تھا اس کو جس نے، وہ آتا نہ تھا نظر[۶]

کرتے ہیں یہ بیاں ابوداؤد مازنی[۱]
مشرک کو مارنے کی تگ وتاز میں نے کی
لیکن پہنچ نہ پایا تھا اس شخص تک ابھی
اتنے میں اس کا سر کٹا اور لاش گر گئی

میں نے سمجھ لیا، وہ تھا مقتول اور کا
لیکن یہ واقعہ تھا نرالے ہی طور کا

## حضرت عباس بن عبدالمطلب کی گرفتاری

عباس ہاشمی کہ جو عمِ رسولؐ تھا
انصار میں سے اک نے گرفتار کر لیا
لے کر اُسے حضورؐ کے وہ پاس آ گیا
کہنے لگا کہ میں نے اسے قید ہے کیا

عباس نے کہا کہ غلط گو ہے یہ جناب
مجھ کو پکڑنے والا تھا کوئی شرف مآب

سر پر نہیں تھے بال مگر خوبرو تھا وہ
ابلق سوار، اور رواں سو بہ سو تھا وہ
شاید فرشتہ ہو، یہ بشر ہوبہو تھا وہ[۷۷]
میں کیا بتاؤں! بیشتر از گفتگو تھا وہ

اب دیکھتا نہیں ہوں میں، جانے کہاں گیا
کیا مجھ کو قید کر کے سوئے آسماں گیا



انصاری عزیز سے بولے یہ مصطفٰیؐ
تم چپ رہو، یہ مسئلہ ہے تم سے ماورٰی
اس کو پکڑنے والا یہاں سے چلا گیا
اللہ کے فرشتے نے قیدی تمھیں دیا[۷۸]

تم ہی نے اس کو قید کیا، مانتے ہیں ہم
قیدی اسے تمھارا ہی گردانتے ہیں ہم

# ابلیس کا فرار

ابلیس تھا سراقۂ مالک بنا ہوا[79]
اس روپ میں مشیر وغا تھا قریش کا
اب تک وہ مشرکین سے ہوتا نہ تھا جدا
ہمت بندھا رہا تھا لڑاکوں کی برملا
دیکھا جب اس نے جنگ ملائک کا سلسلہ
سمجھا کہ ان سے ہو نہیں سکتا مقابلہ

آیا خیال اسے کہ یہ فوج رسولؐ ہے
کچھ ہے زمیں سے کچھ کا فلک سے نزول ہے
میدان ان سے مارنا ہم سب کی بھول ہے
اب تو ٹھہرنا ہی یہاں میرا فضول ہے
یہ سوچ کر وہ آنکھ بچا کر ذرا مڑا
اور الٹے پاؤں جنگ سے وہ بھاگنے لگا



ابن ہشام[80] نے اسے بڑھ کر پکڑ لیا
وہ واقعی سراقہ ہی تھا اس کو مانتا
ابلیس نے بھی سینے پہ گھونسا لگا دیا
وہ چوٹ سے سنبھل نہ سکا اور گر گیا
ابلیس بھاگا چھوٹ کے جو پھر دبا کے دُم
پوچھا گیا، سراقہ کہاں جا رہے ہو تم

تم تو ہمارے جنگی مددگار تھے بہت
لشکر کے بھی ہمارے فداکار تھے بہت
ہم سے جدا نہ ہونے کے اقرار تھے بہت
ہر وقت ساتھ دینے پہ تیار تھے بہت
اب کیا ہوا کہ بھاگ اٹھے ہم کو چھوڑ کر
ہم سے کیے ہوئے سبھی پیمان توڑ کر

ابلیس بولا تم کو نہیں آئے گا یقیں
بھاگے بغیر چارہ کوئی اور ہے نہیں
جو اب ہوا ہے، پہلے ہوا ہی نہیں کہیں
جو دیکھتا ہوں میں، تم اسے دیکھتے نہیں
اللہ کی سزا کا مجھے خوف ہے بڑا
یہ کہہ کے بھاگا اور سمندر میں جا گھسا[81]

## ابوجہل کا قتل

کہتے ہیں ابن عوفؓ کہ جب یوم بدر تھا[۸۲]
میں لشکرِ رسولؐ کی اک صف میں تھا کھڑا
تھوڑی سی بے خیالی میں پیچھے مڑا ذرا
صورت کچھ ایسی تھی کہ میں حیران رہ گیا

دونو جوان دیکھے کہ تھے میرے دائیں بائیں
آہستگی سے ایک نے پوچھا کہ یہ بتائیں

بوجہل کون ہے؟ ذرا مجھ کو دکھایئے
میں نے کہا کہ کس لیے اس کا ہو پوچھتے
بولا، مجھے بتایا ہے اک نیک شخص نے
درپے، وہ بدنظر ہے، رسولؐ کریم کے

سنتے ہیں دین حق کا عدوِّ لعین ہے
دشمن، رسولؐ پاک کا وہ، بدترین ہے



بکتا ہے گالیاں سحر و شام وہ ذلیل
رغبت یہی دلاتا ہے اوروں کو بھی رذیل
میں چاہتا ہوں، مجھ سے اگر بن سکے سبیل
توفیق حق سے ہو وہ مری تیغ کا قتیل

حیراں تھا میں کہ دوسرا لڑکا بھی بول اٹھا
اس کا بھی عزم، قتل ابوجہل ہی کا تھا

اتنے میں پڑ گئی مری بوجہل پر نظر
میں نے کہا، بھتیجو ذرا دیکھنا ادھر[۸۳]
سنتے ہی دونوں جھپٹے وہ باتیغ و بے تبر
جیسے کوئی عقاب جھپٹتا ہے صید پر

دونوں کی تیغیں یک بیک اس پر برس پڑیں
اور اس پلید کے جسدِ نحس میں گڑیں

## دوسری روایت

ہر اک نے آ کے حضرتِ والاؐ سے یہ کہا
میں نے ہلاک' وقت کے فرعون کو کیا
حضرت نے تیغیں دیکھیں تو خوں تھا جما ہوا
فرمایا' دونوں ہی نے ہے مارا یہ معرکہ
دونوں میں اک جوان معاذؓ ابن عمرو تھا
اور نوجواں معوذؓ عفراؓ تھا دوسرا[۸۴]
ملتا ہے یہ بھی واقعہ اک خوش بیان سے[۸۵]
یعنی خود ابن عمرو کی اپنی زبان سے
بوجہل کیسے ڈھیر ہوا اس جوان سے
کیسے گیا وہ خائب و خاسر جہان سے
وہ لشکر کثیر نہ اس کو بچا سکا
وقت اجل کوئی بھی مدد کو نہ آ سکا



کہتے ہیں عمروؓ میں نے سنا مشرکین سے
محفوظ بوالحکم ہے یسار و یمین سے
ہم کہہ رہے ہیں بات یہ پورے یقین سے
پہنچے گا اس تلک نہ کوئی مسلمین سے
گرد اس کے پہرہ نیزوں کا کچھ ایسا سخت تھا
لپٹا ہوا درختوں میں جیسے درخت تھا
مقصود میں نے اپنا اسی کو بنا لیا
کرنا ہے قتل اس کو' یہ دل میں بٹھا لیا
جیسے ہی اس نے لوگوں سے گھوڑا بڑھا لیا
اب دسترس میں تھا وہ مری' میں نے جا لیا
حملے سے میرے پنڈلی اڑی بدشعور کی
موسل سے جیسے اڑتی ہے گٹھلی کھجور کی
تھا عکرمہ قریب ہی بیٹا لعین کا
کندھے پہ میرے اس نے معاً وار کر دیا
ایسا یہ وار تھا کہ مرا ہاتھ کٹ گیا
بازو کی کھال سے جو مرے جھولنے لگا
میں لڑتا بھڑتا دن بھر اسے کھینچتا پھرا
آخر دبا کے پاؤں تلے کر دیا جدا[۸۶]

لنگڑا پڑا ہوا تھا ابوجہل جنگ میں
ڈکرا رہا تھا زور سے اپنی ترنگ میں
تنہا پڑا تھا شورش تیغ و تفنگ میں
لیکن بزعم خویش تھا جولاں امنگ میں[87]

اتنے میں اس کے پاس معوذؓ پہنچ گیا
اور ایک وار کرکے زمیں سے لگا دیا

جانا یہ اس نے مرگیا ہوگا وہ بدشعار
حالانکہ اپنی سانسوں کو کرتا تھا وہ شمار
عفراء کا یہ پسر ہوا مصروف کارزار
تیغ آزما رہا وہ محمدؐ کا جاں نثار

آخر وہ لڑتا لڑتا وہیں ہوگیا شہید
رب کریم سے تھی یہی خلد کی نوید



## عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوجہل

دن طے کیا جو مہر حرارت شعار نے
ہتھیار رکھے معرکۂ کارزار نے
فرمایا' یہ رسولؐ ہدایت شعار نے
فاتح ہمیں بنا دیا پروردگار نے

بوجہل بدنہاد کا انجام کیا ہوا
جائے کوئی' تلاش تو اس کی کرے ذرا

مسعودؓ[88] کے پسر کا یہ اپنا بیان ہے
مجروح ایک دیکھا کہ جو بے نشان ہے
وہ ڈیل ڈول میں بھی کوئی پہلوان ہے
بوجہل ہی تھا' دیکھا' ابھی اس میں جان ہے

گردن پہ رکھا پاؤں کہ سر اس کا کاٹ لوں
پھر جی میں آئی' اس سے کوئی بات تو کروں

پوچھا کہ ''او عدوِ خداوند ذوالجلال
تجھ کو ذلیل اس نے کیا، دیکھ یہ مآل
بولا ''ذلیل میں تو نہیں، مت کرو خیال
کیا تم نے مارا مجھ سے بڑا صاحب جلال؟

افسوس میں کسانوں کا مقتول ہو گیا!
مضروب ہوتا کاش! میں قاتل رئیس کا!

یہ تو بتاؤ، کس کی رہی گردشِ زماں؟
کس کے موافق آج رہا دور آسماں؟'
میں نے کہا ''موافق مولائے کن فکاں
اور اس کے پاک ہادیؐ و پیغمبرؐ جہاں''

وہ بولا ''بکریوں کے او چرواہے سن ذرا!
تو تو بہت ہی اونچی جگہ پر ہے چڑھ گیا!''

اب آ گیا تھا آخری سانسوں پہ وہ ذلیل
خرخر گلے کی اس کے تھی اب موت کی دلیل
موزوں نہیں تھی دینی اب اس کو مزید ڈھیل
جلدی سے، میں نے کاٹ دیا وہ سرِ ذلیل

آگے رسولِ پاکؐ کے لے جا کے دھر دیا
وہ فرق پُرغرور وہاں پیش کر دیا



دیکھا وہ سر تو کہنے لگے صادق و امینؐ
اللہ کے سوا کوئی معبود ہی نہیں
دہرائے تین بار یہ کلمات دلنشیں
شکر و سپاس کا تھا یہ انداز بالیقیں

حمد و ثنا بھی آ گئی انؐ کی زبان پر
اللہ سن رہا تھا یہ سب، آسمان پر

ہر طور حمد ہے فقط اللہ کے لیے
ہر وقت کی ثنا ہے اُسی شاہ کے لیے
سجدے تمام ہیں اُسی درگاہ کے لیے
سچ کر دکھایا وعدہ مدد خواہ کے لیے

تنہا ہی اس نے سارے گروہوں کو دی شکست
جو سر بلند پھرتے تھے، ہو کر رہے وہ پست

فرمایا پھر، چلو مجھے دکھلاؤ اس کی لاش
جس کا غرور ہو گیا میداں میں پاش پاش
جس کے گناہ عام تھے اور مکر و زُور فاش
کروایا جس نے لشکر جرار قاش قاش

فرمایا لاش دیکھ کے، فرعون تھا یہ شخص[89]
ایذا رسانِ امت اَعلون تھا یہ شخص

# امیہ بن خلف کا قتل

مکہ میں اہل کفر کا، مومن تھے جب، ہدف
تھا میرا دوستدار امیہ، وہ بن خلف[90]
جو تھا وہاں کے لوگوں میں سردارِ باشرف
آیا تو ساتھ کفر کا لشکر تھا صف بہ صف
یعنی مصاف بدر میں لشکر کے ساتھ تھا
اور ہاتھ میں لیے ہوئے بیٹے کا ہاتھ تھا

جس وقت اس کے پاس سے میرا گزر ہوا
میں چند زرہیں لوٹ کی لے کر تھا جا رہا
ابن خلف نے دیکھا مجھے اور یہ کہا
اے دوست مجھ سے زرہیں بہت قیمتی ہیں کیا؟
جو دیکھتا ہوں آج وہ دیکھا نہیں کبھی!
اے دوست تجھ کو دودھ کی حاجت نہیں رہی؟



مقصود اس کا تھا کہ میں قیدی اسے بناؤں
اس حرب وضرب میں اسے تلوار سے بچاؤں
ان دونوں باپ بیٹوں کو پوری اماں دلاؤں
بدلے میں اس کے، اونٹنیاں اُن سے لے کے آؤں
یہ سن کے میں نے زرہوں کو پھینکا زمین پر
اپنے اسیر کر لیے دونوں پدر پسر

ابن خلف نے مجھ سے کہا درمیانِ راہ
وہ کون ہے کہ لگتا ہے کوئی بلند جاہ؟
چہرے پہ جس جواں کے ٹھہرتی نہیں نگاہ؟
سینے پہ جس کے پر ہیں شترمرغ کے سیاہ؟[91]
میں نے کہا، وہ حمزہؓ، شجاع غیور ہے
وہ عبد مطلب کی نگاہوں کا نور ہے

بولا امیہ، ہے یہ وہی آزمودہ کار
مکی صفوں میں جس نے کیا پیدا انتشار
جس نے ہماری توڑ کے رکھ دی تھی ہر قطار
ڈرتا تھا جس کی تیغ سے ہر مکی شہسوار
لشکر ہمارا جس نے اِدھر سے اُدھر کیا
چیرا صفوں کو اس نے، جدھر سے گزر گیا

پھر دفعتاً بلال کی ہم پر نظر پڑی
ایذائیں جس کو دیتا تھا ابن خلف کڑی
اس ناخلف نے دی تھیں سزائیں بڑی بڑی
بھولا نہ تھا بلالؓ کوئی ظلم کی گھڑی

چلّا کے بولا، کفر کا سردار ہے یہ شخص
بدلے کا میرے آج سزاوار ہے یہ شخص

میں نے کہا بلالؓ! یہ قیدی نہ دوں گا میں
بولا کہ یہ رہے گا یا زندہ رہوں گا میں
میں نے کہا، یہ قیدی ہے، پھر سے کہوں گا میں
پھر بولا، یہ رہے گا یا زندہ رہوں گا میں''

سمجھایا، جتنا ہو سکا، میں نے بلالؓ کو
لیکن نہ روک پایا میں اس کے جلال کو

وہ زور سے پکارا، او انصار کبریا!
سردار کفر کا ہے امیہ، سو یہ رہا!
اب میں رہوں گا یا یہ شقی، دشمن ہدیٰ!
لوگوں نے دوڑ کر ہمیں گھیرے میں لے لیا

تلوار ماری ایک نے بیٹے کے پاؤں پر
کوشش انھیں بچانے کی کرتا تھا میں مگر



چیخا امیہ، اتنی بھیانک صدا یہ تھی
پہلے نہ ایسی چیخ کی آواز تھی سنی
میں نے کہا کہ بھاگو جو ہمت ہے کچھ ابھی
لیکن تمھارے بچنے کی صورت نہیں کوئی

واللہ میں تمھارے کسی کام کا نہیں
اب مستحق بھی میں کسی انعام کا نہیں

لوگوں کے اتنے وار پڑے اس لعین پر
ٹکڑوں میں بٹ کے رہ گئے دونوں زمین پر
غصہ بلالؓ کا جو تھا ان جابرین پر
ٹھنڈا ہوا امیہ کی اس پانچ تین پر[92]

جس گرم ریت پر وہ جلاتا رہا اسے
آخر ہوا سپرد اُسی گرم ریت کے

انجام اس لعین کا آخر وہی ہوا
بوجہل و عتبہ، شیبہ کا پہلے جو ہو چکا
سر کتنے سربلندوں کا مٹی میں مل گیا
اللہ کی پکڑ سے کوئی بھی نہیں بچا

فخر و غرور کے سبھی مینار گر گئے
جو سرفراز تھے، وہی سردار گر گئے

# عکاشہ بن محصن اسدی کی تلوار

لڑتے ہوئے عکاشہؓ نے تلوار توڑ لی
آ کر نبیؐ کی خدمت اقدس میں عرض کی
تلوار کے بغیر نہتا ہوں یا نبیؐ!
حضرتؐ نے ایک لکڑی اٹھائی اور اس کو دی

قَاتِل بِھٰذا کہہ کے عکاشہ کو دی تھا
اعجاز ایک یہ بھی ہوا تھا حضورؐ کا

پکڑی عکاشہ نے تو وہ ڈالی تھی کاٹھ کی
جو اس کے ہاتھ آتے ہی تلوار بن گئی
وہ پوری آب و تاب سے رخشندہ تیغ تھی
جو اس کے پاس مدتوں ہر جنگ میں چلی[93]

جنگیں لڑیں عکاشہ نے عہد رسولؐ میں
برپا ہوئیں عرب کے جو عرض اور طول میں



فتنہ ہوا بلند جونہی ارتداد کا
بطحا میں ایک غلغلہ اٹھا فساد کا
یہ عہد تھا مسیلمہ کے بھی عناد کا
صدیقؓ نے اٹھا لیا بیڑا جہاد کا

جانباز جھوٹے نبیوں سے جنگ آزما ہوئے
باطل سے حق کے معرکے ہر سو بپا ہوئے

اک معرکے میں لڑتا عکاشہؓ ہوا شہید
تھی اس کے ہاتھ میں یہی شمشیر نو حدید
اس ہی سے اس نے قتل کیے تھے کئی پلید
چلتی رہی وہ بعد میں تا مدت مدید[94]

تلوار یہ عکاشہؓ کی مشہور ہو گئی
لکڑی مسِ رسولؐ سے ساطور ہو گئی

# لشکر قریش کی شکست فاش

ستر شجاع مکہ کے مردار ہو گئے
ستر لڑائی لڑ کے گرفتار ہو گئے
باقی فرار کے لیے تیار ہو گئے
بھاگڑ پڑی تو منتشر اشرار ہو گئے
پسپائی میں کسی کو تامل نہیں ہوا
منہ جس کا، جس طرف کو اٹھا، بھاگتا گیا[95]

ڈینگیں سب ان کی اور وہ نعرے ہوئے تمام
ذلت کی نیند سو گئے کفار کے امام
اوندھے پڑے تھے بادہ کشوں کے سبو و جام
گھوڑے بھی بے سوار تھے، بے زین و بے لگام
بکھرے پڑے تھے خودِ سَر و جوشن و زِرہ
پچکے تھے بکتر، ان کی تھیں لڑیاں گرہ گرہ



لاشے پڑے ہوئے تھے یوں ہر خفتہ بخت کے
گویا کٹے پڑے وہ تنے تھے درخت کے
مقتول غازیوں کے تھے بازوئے سخت کے
خوں سے گڑھے بنے جگر لخت لخت کے
کرگان بدسرشت کی لاشوں کے ڈھیر تھے
گیدڑ کی موت مر گئے، جو اُن کے شیر تھے

اپنی سزا کو پہنچے اساطین قریش کے
پورے ہوئے تھے آج ہی، دن ان کے عیش کے
ہو کر رہے شکار مسلماں کے طیش کے
ارمان نکلے بدر میں جانباز جیش کے
لاشوں کے پاس جا کے کھڑے تھے حضورؐ بھی
فرماتے تھے ملاحظہ، نزدیک و دور بھی

## مقتولین سے خطاب

فرمایا ''اے حرم کے درندو، ستم گرو
قسمت تمھاری تھی کہ مدینے میں آ مرو
ابلیس نے کہا تھا کہ حملہ یہاں کرو
الزام اس بچارے پہ ناحق نہ تم دھرو
دراصل تم تو خود شتر بے مہار تھے
اک قومِ ہرزہ گرد، درندہ شعار تھے

کتنا بڑا قبیلہ تھے اپنے نبی کا تم
تھا خانداں عظیم، براہیمؑ ہی کا تم
کہنا نہ مانتے تھے ندیدو کسی کا تم
ہر دم مذاق اُڑاتے رہے راستی کا تم
اللہ کے بھی سرکش و عصیاں شعار تھے
کچھ تھے تو بس بتوں کے اطاعت گزار تھے''



مانا نہ تم نے بلکہ تھا جھٹلا دیا مجھے
تصدیق دوسروں نے کی، اپنا لیا مجھے
تم نے تو چھوڑ چھاڑ کے تنہا کیا مجھے
پر دوسروں نے عہد رفاقت دیا مجھے
تم نے مجھے نکال کے تھا دربدر کیا
اوروں نے دی پناہ کہ رہنے کو گھر دیا''

فرمایا ''ان کی لاشیں کنویں میں دھکیل دو
خس کم جہان پاک، انھیں ظلمت میں پیل دو
ان کی سڑاند ان کے ہی اوپر انڈیل دو
سرکش شتر تھے، ان کو عدم کی نکیل دو
اب سر بزیر ہو گئے، جو سربلند تھے
مٹی کا ڈھیر ہو گئے، جو ارجمند تھے''[96]

سب کام مشرکین کا آخر ہوا تمام
حضرتؐ نے تین روز کیا اس جگہ قیام
دفن شہیداں کا بھی ہوا پورا اہتمام
اور پھر روانہ ہونے کا سب کو دیا پیام
حضرتؐ کی اونٹنی پہ کجاوا کسا گیا
لیکن کنویں تک آپ نے پیدل سفر کیا

رُک کر کنویں کی باڑ پہ حضرتؐ کھڑے ہوئے
سرداروں سے خطاب کیا جو کنویں میں تھے
ان کو پکارا' ان کے اب و جد کے نام سے
"کیا تم کو اچھی لگتی ہے یہ بات سوچ کے؟
پچھتاوا ہے کہ کی نہ اطاعت رسول کی؟
اے کاش ایسا ہوتا' بڑی ہم نے بھول کی'
ہم سے جو وعدہ ربِ تعالیٰ نے تھا کیا
اس کو تو ہم نے ہر طرح برحق ہے پا لیا
تم سے تمھارے رب نے بھی وعدہ جو تھا کیا
کیا تم نے بھی بھلا اسے برحق ہے پا لیا؟
کچھ تو بتاؤ جاہلو' کچھ تو جواب دو
جو ظلم کر چکے ہو' تم اس کا حساب دو'
حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ "اے سرورِ انامؐ
آپ ان سے بات کرتے ہیں' مردے ہیں جو تمام
بے روح جسم کیسے سنیں گے کوئی پیام
ان کا اب اس جہان سے کیا رہ گیا ہے کام
دیں گے جواب کیا' وہ جو دنیا سے جا چکے
سب' زندگی میں سننا سنانا' سنا چکے



بولے' قسم ہے اس کی' جو ربِ جہان ہے
وہ ذات جس کے ہاتھ محمدؐ کی جان ہے
شنواتر اِن کا بڑھ کے کہیں تم سے کان ہے
وہ خوب سن رہے ہیں جو میرا بیان ہے
وہ جانتے سمجھتے ہیں تم سب سے بیشتر
ان میں جواب دینے کی طاقت نہیں مگر،[۹۷]

## مکہ میں شکست فاش کی خبر

کھا کر شکست لشکری تتر بتر ہوئے
میداں سے پیٹھ پھیرتے ہی دربدر ہوئے
مکہ کو بھاگتے ہوئے زیر و زبر ہوئے
انجانے راستوں پہ چلے، خوار تر ہوئے
نادم تھے اب کہ شہر میں کس طور جائیں گے
اور جا کے اپنی قوم کو کیا منہ دکھائیں گے

پہلا جو شخص لایا خبر اس شکست کی
وہ حیسماں خزاعی تھا مکہ کا آدمی
لوگوں نے پوچھا بدر میں لشکر پہ کیا بنی
بولا کہ قتل ہو گئے سردار بھی کئی
عتبہ و شیبہ، بوالحکم و بن خلف تمام
زمعہ، منبہ اور ابوالبختری ہشام



کام آئے جنگ بدر میں مکہ کے یہ بروج
لشکر لیے جنھوں نے کیا فخر سے خروج
دنیا کو جو دکھاتے گئے قوم کا عروج
فخر و غرور سے تھے گئے پیٹ جن کے سوج
کٹ کر پڑے تھے اس طرح میدان جنگ میں
جیسے کوئی شرابی گرا ہو ترنگ میں

صفوان بن امیہ تھا بیٹھا حطیم میں
برداشت کا نہ حوصلہ تھا اس لئیم میں
سچ سننے کی نہ تاب تھی مرد سقیم میں
بولا کہ پوچھیں، میں بھی تھا حزب عظیم میں؟
اس 'جنگی مخبری' میں یہ سچا ہوا اگر
تو مان لیں گے اس کو بھی ہم مردِ معتبر

اس نے کہا کہ یہ تو ہے لیتا یہاں مزے
باپ[98] اس کا اور بھائی وہاں قتل ہو گئے
میں دیکھتا تھا، ذبح وہ دونوں تھے جب ہوئے
میری بلا سے، اس کو یقیں گر نہ آ سکے
لوگوں کے واسطے یہ خبر ناگوار تھی
غمناک و سینہ سوز و ہمہ دل فگار تھی

# اہل مدینہ کو نوید فتح

اللہ ذوالجلال و حمید و مجید ہے
اس کا رسولؐ سعد و سعود و سعید ہے
بندوں کو حق کے رحم و کرم کی امید ہے
جو اس کی رہ میں قتل ہوا، وہ شہید ہے
میدان بدر میں جو بپا معرکہ ہوا
اسلامیوں کو فتح کا مژدہ عطا ہوا

اللہ کے کرم سے یہ فتح مبین تھی
کثرت پہ برتری کی دلیل متین تھی
یہ کاذبیں پہ مہتری صادقین تھی
جہال پر فضیلت علم الیقین تھی
یہ ماہ تھا سعید تو یہ دن بھی تھا سعید
بھیجی گئی مدینے میں جب فتح کی نوید



عبداللہؓ بن رواحہ کہ تھا مردِ معتبر
زید ابن حارثہ بھی تھا، حضرتؐ کا تھا پسر[۹۹]
بھیجے حضورؐ نے کہ مدینے میں دیں خبر
ہے فتح مومنوں کو ہوئی مشرکین پر
اللہ کے حضور ادا شکر کیجیے
اس ذات کا بہ عین رضا شکر کیجیے

افواہیں تھے اڑا رہے جھوٹی منافقین
تھے ہم نوا یہود کہ تھے ان کے ہمنشین
بے پر کی یہ اڑائی کہ ان کا نبیؐ ''امین''
اس معرکے میں قتل ہوا ہے وہ بالیقین
کھائی ہے مومنوں نے سر بدر وہ شکست
رکھیں گے یاد، ہو نہ سکیں گے دراز دست

قصویٰ جو اونٹنی ہے نبی کی، وہ دیکھیے
زید ابن حارثہ ہے سواری کیے ہوئے[۱۰۰]
لگتا ہے بھاگ آیا ہے بچ کر یہ جنگ سے
خاموش ہے بچارہ ابھی مارے شرم کے
آنے دو، پوچھتے ہیں، ہوا کیا ہے بدر میں
شاید وہ پس گئے ہیں کسی جبر و قدر میں

اتنے میں آ گیا وہ قریب ازدحام کے
قصویٰ سے اترا، ٹھہرا، مہار اس کی تھام کے
گھیرے میں آ گیا وہ اک انبوہِ عام کے
لوگ آئے ساتھ بعض صحابہ کرامؓ کے

بے تاب ہو کے لوگ لگے پوچھنے سوال
بتلائیں، کیا ہوا ہے وہاں جنگ کا مآل؟

بولا کہ ساتھ ابنؓ رواحہ بھی ہیں مرے
العالیہ کی سمت ہیں وہ نیک خو گئے
آئے ہیں ایک مژدۂ تبریک ہم لیے
اللہ ذوالجلال کی تحمید کیجیے

اللہ نے رسولؐ کو فتح مبین دی
صد شکر اس نے دولت دنیا و دین دی

مکہ کے برج آ کے نگوں سار ہو گئے
مقتول ہو کے خاک سے ہموار ہو گئے
سردار ستر آ کے سرِ دار ہو گئے
خوں خوار شیر بھیڑیے مردار ہو گئے

ستر ہماری قید میں پکڑے ہوئے بھی ہیں
اور ہاتھ پاؤں رسی سے جکڑے ہوئے بھی ہیں



باقی جو تھے وہ بھاگ کے مکہ چلے گئے
سب روسیاہی بدر کے میداں سے لے گئے
یثرب سے کانپتے ہوئے چھوٹے بڑے گئے
مقتول اور اسیر جواں ہم کو دے گئے

اللہ کے رسولؐ ابھی کچھ دن میں آئیں گے
فاتح مجاہدین کو ہمراہ لائیں گے

سنتے ہی زید سے یہ مسرت فزا خبر
چہرے ہوئے شگفتہ، ہوئے دل شگفتہ تر
تکبیر حق سے گونجے مدینے کے بام و در
جتنے منافقین تھے، کھسکے اِدھر اُدھر

مومن بزرگ لپکے کئی، بدر کی طرف
تبریک فتح کے لیے پہنچے وہ صف بہ صف

## مالِ غنیمت کی تقسیم

مقتول مکیوں کا تھا ساماں گرا پڑا
خود و زِرہ کہیں تو کہیں چار آئنہ
تیغ و تبر تھے، تیر وکماں، جوشن و قبا
اسپ و شتر تھے اور بھگوڑوں کا مال تھا

سامان نوش وخور تھا، بدن کے نئے لباس
اشیائے منتشر بھی تھیں خیموں کے آس پاس

کچھ غازیوں نے گھوڑوں پہ قبضہ جما لیا
کچھ دوسروں نے چپکے سے ساماں چھپا لیا
آیا کسی کے ہاتھ میں جو کچھ اٹھا لیا
سامان لوٹ کا جو تھا اپنا بنا لیا

اللہ کی طرف سے ہوا حکم کا نزول
مالک ہیں ایسے مال کے اللہ اور رسول[۱۰۱]



باقاعدہ یہ جنگ اصولی کا مال تھا
لٹس نہیں تھی، جیسا عوامی خیال تھا
گو لوٹ مار سارے عرب ہی کا حال تھا
اب غازیوں کے سامنے اس کا سوال تھا

حکم الٰہی آیا تو سمجھا دیا گیا
ہر اک سے مال لے کے اکٹھا کیا گیا

تقسیم کا، بتایا کہ اب، یہ اصول ہے
خمس[۱۰۲] غنیم مال خدا و رسولؐ ہے
باقی مساوی بانٹنا سب کو قبول ہے
اس میں کمی زیادتی کارِ فضول ہے

اس خمس میں یتیم و مساکیں غریب ہیں
راہی، مسافر اور جو رشتے قریب ہیں

## مدینے کو مراجعت کا سفر

حضرتؐ نے تین روز کیا بدر میں قیام
جتنے ضروری کام تھے، وہ کر لیے تمام
پھر کوچ کا مدینے کی جانب دیا پیام
لشکر ہوا حضورؐ کا یثرب کو خوش خرام

ہمراہ تھے، جو مکہ کے جنگی اسیر تھے
اموال بھی غنیم کے جو تھے، کثیر تھے

صفرا کی وادی کے جو درے سے گزر گئے
اک ٹیلہ سامنے تھا، اسی پر ٹھہر گئے
کرکے پڑاؤ تھوڑا سا نیچے اتر گئے
چل کر ذرا سا ایک جگہ پھر ٹھہر گئے

قیدی تھا نضر، جس نے تھا خاصا ضرر دیا[۱۰۳]
اس فتنہ گر کو وادی میں ہی قتل کر دیا



پرچم کشا تھا جنگ میں یہ مشرکین کا
تھا ہم نشین مکہ کے یہ مترفین کا
مجرا کراتا لا کے کسی مہ جبین کا
اڑواتا تھا مذاق، کلام مبین کا

بوجہل کا رفیق بھی یہ بدنہاد تھا
مکہ میں بیشتر یہی وجہ فساد تھا

مال غنیم ساتھ ہی تھا سب لدا پھندا
اس پر تھا ابن کعب نگہباں کیا ہوا
جو خمس تھا علیحدہ حضرتؐ نے کر دیا
باقی مساوی لوگوں میں تقسیم ہو گیا

فارغ یہاں سے ہادیِ دورِ زماں ہوئے
سوئے مدینہ بدر کے فاتح رواں ہوئے

آگے پڑاؤ پھر ہوا اثنائے راہ میں
آرام کو رُکے وہ اک آرام گاہ میں
ابن ابی معیط تھا قیدی نگاہ میں
گستاخ تھا جو شانِ رسالت پناہ میں

گردن زنی کا اس کی، اشارہ جو مل گیا
عاصمؓ[۱۰۴] نے دیکھتے ہی اسے قتل کر دیا

وہ شر پسند و جابر و ناپاک شخص تھا
ایذا دہی میں طاق تھا، سفاک شخص تھا
تذلیل و ہرزہ گوئی میں بے باک شخص تھا
ظلم و ستم کا رسیا، خطرناک شخص تھا
چادر گلے میں آپؐ کے، اک روز ڈال کے
گھونٹا تھا یوں کہ چھوڑے گا جاں ہی نکال کے

سجدہ گزار آپؐ تھے فرشِ حطیم پر
دیوانگی سوار ہوئی اس لئیم پر
رکھ دی شتر کی اوجھ رسولؐ کریم پر
جو شاق تھی حضورؐ کے جسم سقیم پر
ایسے شقی عدو کو کیا جائے کیوں معاف
جس کی نہ آنکھ پاک ہو، جس کا نہ دل ہو صاف

یہ دونوں بدقماش بڑے پُرغرور تھے
مکہ میں ہر طرح سے بنائے فتور تھے
دونوں رذیل پیکر فسق و فجور تھے
اخلاق فاضلہ سے بھی کوسوں ہی دور تھے
پہنچے وہ اپنے کیفر کردار کو ذلیل
قتل ان کا تھا نہ بے سبب و حجت و دلیل



اللہ کے رسولؐ، شتر پر سوار تھے
غازی سوئے مدینہ سرِ رہ گزار تھے
رَوحا گئے تو کچھ وہاں مسلم کبار تھے
جو آمدِ نبیؐ میں ہمہ انتظار تھے
دینے مبارک اس جگہ آئے ہوئے تھے وہ
ہاتھوں میں کچھ علم بھی اٹھائے ہوئے تھے وہ

## لشکر منصور کا مدینے میں ورود

جب لشکر حضورؐ مدینے پہنچ گیا
فتح وظفر کے نعروں سے گونج اٹھی سب فضا
تانتا بندھا یہاں کے صغیر و کبیر کا
اور سب منافقوں پہ بڑا رعب چھا گیا

جو بدنظر تھے' دیکھ کے حیران ہو گئے
جو خوش گماں تھے' آ کے مسلمان ہو گئے

ابن ابی بھی تھا مسلمان ہو گیا
ظاہر میں وہ بھی صاحب ایمان ہو گیا
اس طرح اس کا گرچہ تھا نقصان ہو گیا
لیکن منافقت میں ہمہ دان ہو گیا

ظاہر میں مومنوں کا شریک و سہیم تھا
درپردہ دشمنانِ نبیؐ کا ندیم تھا



## قیدیوں سے حُسنِ سلوک

اک روز بعد قیدی اثالا بھی آ گیا
تقسیم انھیں صحابہؓ ہی میں کر دیا گیا
حُسنِ سلوک ان سے یہاں تک کیا گیا
روٹی اناج' کھانے میں ان کو دیا گیا

اپنا جو تھا طعامِ صحابہؓ' کھجور تھا
اِکرام میہمانوں کا کرنا ضرور تھا

اب قیدیوں کا مسئلہ تھا حل طلب یہاں
صدیقؓ نے کہا کہ مرا تو یہ ہے گماں
فدیہ وصول کر کے انھیں دیجیے اماں
فاروقؓ بولے میں تو نہیں ان کا ہمزباں

گردن خود اپنے اپنے عزیزوں کی ماریے
یوں خوں بہا کے قرض عدو کا اتاریے

حسب عمرؓ فلک سے اتر آئیں آیتیں
''ایسے درندوں کے لیے کیسی عنایتیں[105]
تھیں خوں بہا میں خون بہانے کی غایتیں
فدیے پہ آ کے ختم ہوئیں سب روایتیں[106]
دیتے تمھیں سزائیں عذاب عظیم سے
ہوتا اگر نہ فیصلہ رَبّ حکیم سے''

جو اہلِ زر تھے' ان سے تو فدیہ لیا گیا
ان قیدیوں کو ایسے رہا کر دیا گیا
بعضوں سے کچھ لیا نہیں' احساں کیا گیا
کارِ معلّمی بھی کسی سے لیا گیا
یہ تھا سلوک سیدؐ رحمت مآب کا
اسوہ یہی تھا صاحبؐ ام الکتاب کا

○

مغازی کے اس سلسلے کا دوسرا بڑا غزوہ ''احد نامہ'' کے نام سے زیر قلم ہے



## حواشی و تعلیقات

۱- یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت علیؓ بن ابوطالب' حضرت خدیجہؓ ' حضرت زیدؓ بن حارثہ تھے- پھر حضرت صدیقؓ کی کوشش سے حضرت عثمانؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف' حضرت سعدؓ بن ابی وقاص' حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ بن عبیداللہ مسلمان ہوئے- یہ اسلام کا ہراول دستہ تھا- (الرحیق المختوم' مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری طبع دوم' ۱۹۸۷ء' مکتبہ سلفیہ' لاہور' ص ۱۱۲)

۲- یہ حضرت بلالؓ حبشی' ابوعبیدہ ابن الجراح' ابوسلمہ بن عبدالاسد' ارقم بن ارقم' عثمان بن مظعون' عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب' سعید بن زید اور ان کی بیوی فاطمہ بنت خطاب' خباب بن ارت' عبداللہ بن مسعود اور کئی دوسرے حضرات رضی اللہ عنہم تھے (الرحیق المختوم-۱۱۲)

۳- بلال' عمار بن یاسر' ام عمار' عثمان بن عفان' مصعب بن عمیر' عامر بن فہیرہ' خباب بن ارت' زنیرہ' نہدیہ وغیرہ کے مصائب' سیرت کی کتب میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں-

۴- یہ حرکت عقبہ بن ابومعیط کی تھی-

۵- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا دہی اور تضحیک کے واقعات سیرت کی کتب میں مفصل بیان ہوئے ہیں-

۶- صاحب الرحیق المختوم نے بحوالہ مختصر سیرت رسولؐ از الشیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب، سردار ابوطالب کے دو اشعار اس سلسلے میں درج کیے ہیں ۔

واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم
حتی اوسد فی التراب دفینا
فاصدع بامرک ماعلیک غضاضۃ
وابشر وقر بذاک منک عیونا

بخدا وہ لوگ تمھارے پاس اپنی جمعیت سمیت بھی ہرگز نہیں پہنچ سکتے- یہاں تک کہ میں مٹی میں دفن کر دیا جاؤں- تم اپنی بات کھلم کھلا کہو تم پر کوئی قدغن نہیں- تم خوش ہو جاؤ اور تمہاری آنکھیں اس سے ٹھنڈی ہو جائیں (الرحیق المختوم- ۱۴۷)

۷- ابولہب کا بیٹا عتیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا' میں والنجم اذا ھوی اور دنا فتدلی کے ساتھ کفر کرتا ہوں- اس کے بعد وہ ان کی ایذا رسانی کے ساتھ مسلط ہو گیا- آپؐ کا کرتہ پھاڑ دیا اور آپ کے چہرے پر تھوک دیا- (الرحیق المختوم ص-۱۴۹)

۸- الرحیق المختوم صفحہ ۱۴۹ بحوالہ مختصر سیرت الرسول (مترجم) شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب، مطبوعہ جامعہ علوم الاثریہ جہلم' سال اشاعت ۱۹۹۰ء

۹- مختصر سیرت الرسولؐ ' شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب (مترجم) مطبوعہ جامعہ علوم الاثریہ جہلم' صفحہ ۱۹۹ بحوالہ صحیح بخاری

۱۰- ایضاً ص ۲۰۵-۲۰۶

۱۱- ابن اسحاق لکھتے ہیں: آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے واپسی کے بعد مکہ میں اخنس بن شریق پھر سہیل بن عمرو سے اماں طلب کی- دونوں



کے انکار کے بعد مطعم بن عدی نے امان دی اور کعبے میں قریش کو اعلان کر کے بتا دیا- (ملخصاً) مختصر سیرت الرسول عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب (مترجم) صفحہ ۲۵۳-

۱۲- یہ قبائل بنوعامر' محارب' فزارہ' غسان' مرہ' حنیفہ' سلیم' عبس' بنونصر' بنوکلب' وغیرہ لیکن ان میں سے کسی نے اسلام قبول نہیں کیا- (الرحیق المختوم صفحہ ۳۰۵ بحوالہ مختصر سیرت الرسولؐ)

۱۳- مصعبؓ بن عمیرؓ کو نقیب بنا کر یثرب (مدینہ) بھیجا گیا تا کہ وہاں اسلام لانے والوں کو دین کی تعلیم دیں نیز دعوت وتبیغ کریں-

۱۴- دارالندوہ قصی بن کلاب کا گھر تھا جہاں جمع ہو کر قریش اکثر فیصلے کیا کرتے تھے (ابن ہشام جلد ا صفحہ ۵۲۸)

۱۵- پہلی تجویز ابوالاسود کی اور دوسری ابوالبختری کی تھی (الرحیق المختوم اردو صفحہ ۲۵۱) (ندوہ کے حاضرین میں زمعہ بن الاسود کا نام ہے- ابوالاسود کا نہیں- نیز سیرت ابن ہشام مترجم جلد اول صفحہ ۵۲۹ (مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز' لاہور) اور مختصر سیرت الرسول مترجم صفحہ ۲۸۳ پر تجویزوں کی ترتیب ''الرحیق المختوم'' کے برعکس ہے)

۱۶- الرحیق المختوم اردو صفحہ ۲۵۲ بحوالہ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۴۸۰-۴۸۲

۱۷- حضرموت (یمن) کی بنی ہوئی چادر- آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت یہی چادر اوڑھ کر سوتے تھے- (مختصر سیرت الرسولؐ از عبداللہ بن عبدالوہاب صفحہ ۲۸۴-)

۱۸- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے- مشرکین کی صفیں چیریں اور ایک مٹھی سنگریزوں والی مٹی کی ان کے سروں پر ڈال دی- اللہ نے ان کی

نگاہیں پکڑ لیں- اس وقت آپ یہ آیت تلاوت کر رہے تھے: **وجعلنا من بین ایدیھم سداو من خلفھم سدا فاغشینا ھم فھم لایبصرون** (یٰس-۹) اور ہم نے ان کے آگے پیچھے رکاوٹ کھڑی کر دی اور وہ دیکھ نہیں رہے تھے- (الرحیق المختوم صفحہ ۲۵۶ بحوالہ سیرت ابن ہشام)

۱۹- سیرت ابن ہشام (مترجم) حصہ اول صفحہ ۵۳۴)

۲۰- حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: پھر ہم نے دونوں کے لیے اچھا سامان تیار کیا- سفر کے لیے کھانا پکا کر ایک تھیلی میں بند کیا- اسماء بنت ابوبکرؓ نے اپنا دوپٹہ چیر کر ایک حصہ پانی کے مشکیزے پر لپیٹا اور دوسرے سے کھانا باندھ دیا- اسی وجہ سے ان کا نام ''ذات النطاقین'' پڑ گیا- (مختصر سیرت الرسولؐ صفحہ ۲۸۷)

۲۱- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند عبداللہ کو حکم دیا تھا کہ دن کو لوگوں کی باتیں سن کر شام کو آ کر سنایا کریں- عامر بن فہیرہ کو حکم تھا کہ آپ کی بکریاں غار کے پاس لے آیا کرے- شام کے وقت ہی اسماء بنت ابوبکرؓ کھانا لے آتیں--- بکریاں جب شام کے بعد واپس جاتیں تو ان سب کے پاؤں کے نشان مٹاتی جاتیں (ملخصاً سیرت ابن ہشام' مترجم' جلد اول صفحہ ۵۳۵-۵۳۶) عامر بن فہیرہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام تھا اور ہمیشہ ان کی خدمت میں رہتا تھا-

۲۲- الرحیق المختوم (اردو) صفحہ ۲۵۸)

۲۳- دوشنبہ ربیع الاول ۱ ہجری چاند رات تھی- مطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۲ (الرحیق المختوم اردو' صفحہ ۲۶۱)

۲۴- تنور عربی میں نون کی تشدید سے ہے (**وفار التنور**) مگر اردو فارسی میں نون بلا تشدید مستعمل ہے-

تنور شکم دم بدم تافتن    مصیبت بود روز نا یافتن (سعدی)



۲۵- عبداللہ بن اریقط وادی عنوان (فی بلاد بنی سلیم) کے جنوبی حصے سے جب قلعہ رابغ کے سامنے ریگزار سے گزر رہا تھا تو قافلہ ایک تعاقب کرنے والے کی زد میں آ گیا- وہ سراقہ بن مالک بن جعشم--- تھا (ہجرت کی راہیں صفحہ ۳۹-۴۰' مسعود عبدہ)

۲۶- وادی قدید الوداعی سلام کہتے گزری' وادی خرار کی جانب عبداللہ بن اریقط راستہ بتاتے چل رہا تھا (ہجرت کی راہیں مترجم مسعود عبدہ' صفحہ ۴۱)

۲۷- بعد میں ام معبد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی اور اپنے سینے کو نور ایمان سے منور کیا- (مختصر سیرت رسولؐ مترجم صفحہ ۲۹۵)

۲۸- الرحیق المختوم صفحہ ۲۶۷' ہجرت کی راہیں مترجم مسعود عبدہ صفحہ ۴۳ بحوالہ رحمۃ للعالمین از سلیمان منصور پوری جلد اول-

۲۹- یہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ تھے- ہجرت کی راہیں مترجم مسعود عبدہ صفحہ ۴۷ و الرحیق المختوم (اردو) صفحہ ۲۶۷ بحوالہ صحیح بخاری من عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ-

۳۰- ہجرت کی راہیں مترجم مسعود عبدہ' صفحہ ۴۶

۳۱- (حضور کی آمد کے دن) اتفاق کی بات کہ زیادہ تر انصار مایوس ہو کر مدینے جا چکے تھے- (ہجرت کی راہیں مترجم مسعود عبدہ صفحہ ۴۸)

۳۲- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں ۸ ربیع الاول پیر کے دن تشریف فرما ہوئے (حاشیہ ابن ہشام مترجم جلد اول صفحہ ۵۴۲)

۳۳- یعنی میرا قیام اب ابوایوبؓ ہی کے گھر ہوگا-

۳۴- سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ- دوسرے مصرعے میں ''ابن ابی وقاص'' لکھنے میں وقاص کا قاف مشدد نہیں آتا تھا لہٰذا اس شعری ضرورت کے تحت ترجمہ لکھا گیا-

۳۵- (اے نبیؐ) اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا (المائدہ-۶۷)

۳۶- اُذِنَ لِلَّذِین یقاتلون ----- الآیہ (الحج- ۳۹) جن لوگوں سے جنگ کی جارہی ہے انھیں بھی جنگ کی اجازت دی گئی کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر قادر ہے-

۳۷- جنگ کی اجازت کے بعد حکمت کے تقاضے کے تحت شام کی تجارتی شاہراہ کی بیشتر اہم بستیوں سے دوستی اور تعاون کے معاہدے کیے گئے اور شاہراہ پر اپنے طلایہ گردگشت پر لگا دیے گئے-

۳۸- نخلہ میں یہ واقعہ رجب کی آخری تاریخ کو ہوا جو ماہ حرام تھا- اس پر اہل مکہ نے بہت واویلا کیا- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کا خوں بہا بھی ادا کیا اور جو قیدی لائے گئے تھے' ان کو بھی رہا کر کے واپس بھیج دیا- تاہم یہ واقعہ اہل مکہ کے اشتعال کی ایک وجہ بھی بن گیا-

۳۹- ابوسفیان ابن حرب کا قافلہ شام سے تجارت کا لاکھوں کا مال لے کر بدر سے گزرنے والا تھا- اس کو مسلمانان مدینہ سے بچالے جانے کے لیے قریش کا لشکر یہاں آ گیا-

۴۰- صحیح بخاری کی کتاب المغازی جنگ بدر--- اسلامی لشکر کی تعداد ۳۱۰ یا اس سے کچھ زیادہ تھی)

۴۱- یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار- (الانفال-۱۶)



۴۲- الرحیق المختوم' اشاعت دوم مکتبہ سلفیہ لاہور (ص ۳۲۶-۳۲۷) بحوالہ سورہ الانفال ۵-۹

۴۳- سیرت النبیؐ کامل ابن ہشام (مترجم) جلد اول صفحہ ۷۰۹ - الرحیق المختوم از مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری طبع دوم ۱۹۸۷ء صفحہ ۳۲۷ تا ۳۲۹

۴۴- رفیق غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ-

۴۵- رحیق المختوم صفحہ ۳۳۰ و ابن ہشام جلد اول (مترجم) صفحہ ۷۰۹-۷۱۰

۴۶- حضرت علی بن ابی طالب' حضرت زبیر بن عوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم (ابن ہشام جلد اول صفحہ ۷۱۰)

۴۷- عتبہ بن ربیعہ' شیبہ بن ربیعہ' ابوالبختری بن ہشام' حکیم بن حزام' نوفل بن خویلد' حارث بن عامر' طعیمہ بن عدی' نضر بن حارث' زمعہ بن اسود' ابوجہل بن ہشام' امیہ بن خلف اور مزید کچھ لوگ- (رحیق المختوم صفحہ ۳۳۱)

۴۸- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد دواوین میں ہے- اس کے بعد مزید الفاظ میں شاعر کا بیان ہے جس سے مراد اہل مکہ کا جنگ خندق تک بار بار حملہ آور ہونا ہے-

۴۹- بتر- بدتر کا مخفف

۵۰ اذ یغشیکم النعاس امنة منه وینزل علیکم من السماءِ ماءً لیطھرکم به ویذھب عنکم رجز الشیطان ولیربط علی قلوبکم ویثبت به الاقدام (الانفال-۱۱) جب اللہ تم پر اپنی طرف سے امن و بےخوفی کے طور پر نیند طاری کر رہا تھا اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا

تھا تاکہ تمہیں اس کے ذریعے پاک کردے اور تم سے شیطان کی گندگی دور کر دے اور تمھارے دل مضبوط کردے اور تمھارے قدم جما دے۔ (ترجمہ الرحیق المختوم صفحہ ۳۳۳)

۵۱۔ سیرت ابن ہشام' مترجم۔ا/ ۷۱۵ (رحیق المختوم صفحہ ۳۳۳ پر یہ الفاظ ہیں: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں ایک درخت کی جڑ کے پاس رات گزاری۔

۵۲۔ **اللھم ھذہ قریش قد اقبلت بخیلا ئھا وفخر ھا تحادک وتکذب رسولک اللھم فنصرک الذی وعدتنی اللھم احنھم الغداہ۔** (یا اللہ! یہ قریش ہیں یہ اپنے فخر وغرور کے ساتھ آ گئے ہیں۔ تیری مخالفت کرتے اور تیرے رسول کو جھٹلواتے ہیں۔ یا اللہ تیری اس مدد کا طالب ہوں جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ یا اللہ آج صبح ان کو ہلاک کردے (سیرت ابن ہشام مترجم' ا/ ۷۱۵)

۵۳۔ **لاوالذی نجانی من یوم بدر** (قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بدر کے دن سے نجات دی) رحیق المختوم صفحہ ۳۳۴۔ سیرت ابن ہشام جلد اول' ا/ ۷۱۶۔

۵۴۔ رحیق المختوم صفحہ ۳۳۴' سیرت ابن ہشام جلد اول ا/ ۷۱۷-۷۱۶۔

۵۵۔ مراد ابوجہل ہے۔

۵۶۔ عتبہ بن ربیعہ۔

۵۷۔ جب عتبہ بن ربیعہ کو ان لوگوں میں ایک سرخ اونٹ پر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ان یکن فی احد من القوم خیر فعند صاحب الجمل الاحمر ان یطیعوہ یرشدوا** - (ان لوگوں میں



اگر بھلائی ہوگی تو سرخ اونٹ والے کے پاس ہوگی۔ اگر اس کی بات مانی تو راہِ راست پر آ جائیں گے۔ (سیرت ابن ہشام' ا/ ۷۱۶)

۵۸۔ حنظلیہ سے ابوجہل کی ماں کی طرف اشارہ ہے--- سیرت ابن ہشام' حاشیہ' ا/ ۷۱۷۔

۵۹۔ اہل مکہ اسلام لانے والوں کو "گم کردہ راہ" سمجھتے اور کہتے تھے۔

۶۰۔ عتبہ کے صاحبزادے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام تھے اور ہجرت کر کے مدینہ تشریف لا چکے تھے۔ (الرحیق المختوم صفحہ ۳۳۶)

۶۱۔ الحارث کے دونوں بیٹے عوفؓ اور معوذؓ جن کی ماں کا نام عفراء تھا اور ایک عبداللہؓ بن رواحہ۔ (سیرت ابن ہشام جلد اول' صفحہ ۷۱۹۔ رحیق المختوم' صفحہ ۳۳۹)

۶۲۔ حضرت عبیدہؓ بن حارث بن عبدالمطلب حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب' حضرت علیؓ بن ابی طالب بن عبدالمطلب (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مقابلے میں اپنے اقربا یعنی ایک چچا اور دو چچازاد بھائی پیش کیے)

۶۳۔ حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ اپنے اپنے شکار سے فارغ ہو کر آ گئے۔ آتے ہی عتبہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کا کام تمام کر دیا۔ حضرت عبیدہؓ کو اٹھا لائے۔ ان کا پاؤں کٹ گیا تھا اور آواز بند ہو گئی تھی جو مسلسل بند رہی۔ یہاں تک کہ جنگ کے چوتھے یا پانچویں روز جب مدینہ واپس آتے ہوئے وادی عفراء سے گزر رہے تھے کہ ان (عبیدہؓ) کا انتقال ہو گیا۔ (رحیق المختوم۔۳۳۹)

۶۴۔ سواد ابن غزیہ بنی عدی بن النجار کے حلیف تھے۔ (سیرت ابن ہشام صفحہ ۸۲۰)

۶۵۔ الرحیق المختوم صفحہ ۳۳۷

٦٦- **ان تستفتحوا فقد جاء كم الفتح وان تنتهوا فهو خيرلكم' وان تعودوا نعد ولن تغنى' عنكم فئتكم شيئاً ولو كثرت وان الله مع المومنين** (الانفال-١٩) (اگرتم فیصلہ چاہتے تھے تو وہ آ گیا اور اگر تم باز آ جاؤ تو یہی تمھارے لیے بہتر ہے لیکن اگر تم (اپنی حرکت کی طرف) پلٹو گے تو ہم بھی (سزا کی طرف) پلٹیں گے اور تمہاری جماعت زیادہ ہی کیوں نہ ہو' تمھارے کام نہ آ سکے گی اور (یادرکھو) اللہ تعالیٰ مومنین کے ساتھ ہے)

٦٧/٦٨- **اللهم انجزلی ماوعدتنی' اللهم انشدک عهدک ووعدک** (اے اللہ میں تجھ سے تیرا عہد اور تیرے وعدے کا سوال کر رہا ہوں) پھر گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی تو آپ نے دعا فرمائی:

**اللهم ان تهلک هذه العصابة اليوم لاتعبد' اللهم ان شئت لم تعبد بعد اليوم ابداً** (اے اللہ اگر آج یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو تیری عبادت نہ کی جائے گی- اے اللہ اگر تو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت کبھی نہ کی جائے) سیرت ابن ہشام' مترجم اردو' جلد اول' صفحہ ٧٢٠- الرحیق المختوم صفحہ ٣٤٠)

٦٩- **انی ممدكم بالف من الملا ئكة مردفين** (الانفال-٩) میں ایک ہزار فرشتوں سے تمھاری مدد کروں گا جو آگے پیچھے آئیں گے- **اِذ يُوحِی رَبُّک الیٰ الْمَلٰئِکَةِ انی معکم فَثَبِّتُو الذین امنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب** (الانفال-١٢) جب حکم بھیجا تیرے رب نے فرشتوں کو' میں تمھارے ساتھ ہوں- تم اہل ایمان کے قدم جماؤ- میں کافروں کے دل میں رعب ڈال دوں گا- (الرحیق المختوم-٣٤١)

٧٠- اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جھپکی آئی- پھر آپ نے سر



اٹھایا اور فرمایا' ابوبکر خوش ہو جاؤ' یہ جبریل ہیں گرد وغبار میں اٹے ہوئے- ابن اسحاق کی روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا: خوش ہو جاؤ' تمھارے پاس اللہ کی مدد آ گئی- یہ جبریل علیہ السلام ہیں گھوڑے کی باگ تھامے اور اس کے آگے آگے چل رہے ہیں اور گرد وغبار میں اٹے ہوئے ہیں- (الرحیق المختوم' صفحہ ٣٤١)

٧١- **سيهزم الجمع ويولون الدبر** (القمر-٤٥) عنقریب یہ جتھا شکست کھائے گا اور پیٹھ پھیر کر بھاگے گا-

٧٢- اس کے بعد آپ نے ایک مٹھی کنکریلی مٹی لی اور قریش کی طرف منہ کر کے فرمایا: **شاهت الوجوه** (چہرے بگڑ جائیں) اور ساتھ ہی مٹی ان کے چہروں کی طرف پھینک دی- پھر مشرکین میں سے کوئی بھی نہیں تھا جس کی دونوں آنکھوں' نتھنوں اور منہ میں ایک مٹھی مٹی میں سے کچھ نہ کچھ گیا نہ ہو- اس کی بابت اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **ومارميت اذ رميت ولكن الله رمى** (الانفال-١٧) جب آپ نے پھینکا تو درحقیقت آپ نے نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے پھینکا (الرحیق المختوم-٣٤١)

٧٣- ابن عباسؓ فرماتے ہیں' ایک مسلمان ایک مشرک کو دوڑا رہا تھا کہ اچانک اس مشرک کے اوپر کوڑے پڑنے کی آواز آئی اور ایک شہسوار کی آواز سنائی پڑی جو کہہ رہا تھا 'جزوم آگے بڑھو' مسلمان نے مشرک کو اپنے آگے دیکھا کہ وہ چت گرا- لپک کر دیکھا تو اس کی ناک پر چوٹ کا نشان تھا- چہرہ پھٹا ہوا تھا جیسے کوڑے سے مارا گیا ہو اور یہ سب کا سب ہرا پڑ گیا- اس انصاری مسلمان نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ماجرا بیان کیا تو آپ نے فرمایا' تم سچ کہتے ہو' یہ تیسرے آسمان کی مدد تھی (الرحیق المختوم صفحہ ٣٤٣

بحوالہ مسلم شریف جلد دوم، ص ۹۳ خالد احسان پبلشرز، اردو بازار لاہور)

۷۴- جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابی حملے کا حکم دیا، دشمن کے حملوں کی تیزی جا چکی تھی اور ان کا جوش وخروش سرد پڑ رہا تھا۔ اس لیے یہ باحکمت منصوبہ مسلمانوں کی پوزیشن مضبوط کرنے میں بہت موثر ثابت ہوا۔ کیونکہ صحابہ کرام کو جب حملہ آور ہونے کا حکم ملا اور ابھی ان کا جوش جہاد شباب پر تھا تو انہوں نے نہایت سخت، تند اور صفایا کن حملہ کیا۔ وہ صفوں کی صفیں درہم برہم کرتے اور گردنیں کاٹتے آگے بڑھے (الرحیق المختوم صفحہ ۳۴۳-۳۴۲)

۷۵- رحیق المختوم صفحہ ۳۴۲ بحوالہ مسلم جلد دوم ۱۳۹، مشکوٰۃ جلد دوم، صفحہ ۳۳۱

۷۶- رحیق المختوم صفحہ ۳۴۳۔

۷۷- عربی لفظ ھوھو (یہ وہی ہے) کا متبادل اردو میں ہو بہو بنالیا گیا ہے۔

۷۸- رحیق المختوم صفحہ ۴۴-۳۴۳

۷۹- ابلیس لعین سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی کی شکل میں آیا تھا (الرحیق المختوم صفحہ ۳۴۴) نیز صفحہ ۳۲۴ پر اس کے عہد وپیمان کا بھی ذکر ہے۔

۸۰- حارث بن ہشام (الرحیق المختوم صفحہ ۳۴۴)

۸۱- الرحیق المختوم صفحہ ۳۴۴۔

۸۲- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔

۸۳- **فاشرت لهما اليه فشدا عليه مثل الصقدين حتى ضرباه وهما ابنا عفراء** (میں نے اشارے سے ابوجہل کی پہچان کرادی، یہ سنتے ہی دونوں عقاب کی طرح جھپٹے اور مار مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ یہ دونوں



جوان عفراء کے بیٹے (معاذ اور معوذ) تھے۔ بخاری شریف کتاب، المغازی، قصہ بدر۔ مترجم اردو، جلد دوم صفحہ ۵۰۹۔ بخاری میں معوذ بن عفراء اور ان کے بھائی عوف بن حارث کا نام شرکائے بدر کی فہرست میں دیا گیا ہے جبکہ معاذ بن عفراء کا نام نہیں ہے، عمر بن جموح کا ہے۔

۸۴- حملہ آوروں کا نام معاذ بن عمرو بن جموح اور معاذ بن عفراء ہے۔ (الرحیق المختوم صفحہ ۳۴۶) حاشیے میں دوسرا نام معوذؓ بن عفراء لکھا ہے اور متن کی اگلی عبارت میں بھی معوذ ہی لکھا ہے۔

۸۵- ثور بن زید نے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابن عباس سے روایت کی، عبداللہ بن ابی بکر نے بھی مجھ سے یہی بیان کیا، جس شخص نے پہلے پہل ابوجہل سے مقابلہ کیا وہ بنی سلمہ والے معاذ بن عمرو بن الجموح تھے۔ (سیرت النبی، ابن ہشام (مترجم) جلد اول، صفحہ ۷۲۹)

۸۶- سیرت النبیؐ ابن ہشام مترجم، جلد اول صفحہ ۳۰-۷۲۹۔ اسی جگہ مذکور ہے کہ معاذ بن عمرو ابن الجموح خلیفہ چہارم حضرت عثمانؓ کے زمانے تک زندہ رہے۔

۸۷- معوذ ابن عفراء (عفراء اس کی والدہ تھی اور یہی نام زیادہ شہرت رکھتا تھا ورنہ باپ کا نام حارث تھا۔

۸۸- حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

۸۹- سیرت ابن ہشام۔ جلد اول، صفحہ ۷۳۰، الرحیق المختوم جلد اول، صفحہ (۳۴۷-۳۴۵)

۹۰- یہ بھی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ (الرحیق المختوم صفحہ ۳۴۹۔ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۷۲۹)

۹۱- شتر مرغ کے پروں کا رنگ سیاہ ہو یا نہ ہو' عموماً انسانی سینے کے بالوں کا رنگ سیاہ ہوتا ہے- امیہ ابن خلف کی زبان سے شتر مرغ کے پروں کی علامت عربی زبان میں ایک شاعرانہ تشبیہ کا پہلو رکھتی ہے-

۹۲- اردو محاورہ تیا پانچا کرنا- یہ پانچ تین اسی معنی میں ہے-

۹۳- اس جنگ میں عکاشہؓ بن محصن اسدی کی تلوار ٹوٹ گئی- وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے- آپ نے اسے لکڑی کا ایک پھٹا تھما دیا اور فرمایا' عکاشہ! اس سے جنگ کرو- عکاشہ نے اسے لے کر ہلایا تو وہ چم چم کرتی سفید تلوار بن گئی- انھوں نے اس سے لڑائی کی- (الرحیق المختوم صفحہ ۳۵۱' ابن ہشام' ۱/۶۳۱)

۹۴- یہ تلوار مستقلاً حضرت عکاشہؓ کے پاس رہی اور وہ اسی کو لڑائیوں میں استعمال کرتے رہے- یہاں تک کہ دور صدیقیؓ میں مرتدین کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہو گئے- اس وقت بھی یہ تلوار ان کے پاس تھی- (الرحیق المختوم صفحہ ۳۵۱ ' ابن ہشام جلد اول' صفحہ ۶۳۱)

۹۵- مشرکین کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا- ان کے ستر آدمی مارے گئے اور ستر قید کیے گئے- جو عموماً قائد' سردار اور سربرآوردہ لوگ تھے (الرحیق المختوم صفحہ ۳۵۲)

۹۶- یہ بیان تمام تر ابن ہشام (مترجم اردو) میں موجود ہے- جلد اول صفحہ ۶۳۳ تا ۶۳۵-

۹۷- میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں لیکن وہ مجھے جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے (ابن ہشام مترجم اردو' صفحہ ۶۳۴-

۹۸- باپ- یعنی امیہ بن خلف-

۹۹- زید بن حارثہ کو حضورؐ نے متبنّیٰ بنا رکھا تھا اور اسے زید بن محمدؐ بھی کہا جاتا رہا تا آنکہ وحی الٰہی سے اس کی ممانعت آئی-



۱۰۰- عبداللہ بن رواحہؓ کو مدینے کی بالائی (العالیہ) اور زید بن حارثہ کو زیریں سمت فتح کی خوش خبری دینے کا حکم دیا-

۱۰۱- **یسالونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول ---الآیہ** (الانفال-۱) لوگ آپ سے مال غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں' کہہ دو غنیمت اللہ اور رسول کے لیے ہے-

۱۰۲- **واعلموا انما غنمتھم من شیء فان للہ خمسہ والرسول ولذی القربی والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل** (اور یہ جان لو کہ جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے' اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسولؐ کا ہے اور قرابت داروں کا اور یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کا ہے) الانفال-۴۱

۱۰۳- نضر بن حارث جو مکہ کی ایک نمایاں شخصیت تھا- اسکو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا-

۱۰۴- عاصم بن ثابت انصاریؓ اور بعض کہتے ہیں علیؓ بن ابی طالب نے قتل کیا- (سیرت الرسول (مختصر) عبداللہ بن عبدالوہاب مترجم اردو' صفحہ ۳۵۵)

۱۰۵- **ماکان للنبی ان یکون لہ اسریٰ ---الآیہ** (الانفال' ۶۷-۶۸) کسی نبی کے لیے درست نہیں کہ اس کے پاس قیدی ہوں یہاں تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح خوں ریزی کر لے' تم لوگ دنیا کا سامان چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے- اگر اللہ کی طرف سے نوشتہ پہلے نہ آ چکا ہوتا تو تم لوگوں نے جو کچھ لیا ہے' اس پر تم کو سخت عذاب میں پکڑ لیتا)

۱۰۶- **فاما منا واما فداءً** (محمد-۴) یعنی قید کے بعد احسان کرو یا فدیہ لے لو-

# غزوۂ بدر کا منظوم مرقّع

مدرسۂ نبوی کے تربیت یافتہ مجاہدین
کے ایمان افروز واقعات
کی تصویر کشی

آغوشِ نبوت کی پروردہ ہستیوں کا
ولولہ انگیز تذکرہ

اللہ کے شیروں کی معرکہ آرائیوں
کی کہانی

شمعِ رسالت کے پروانوں کی
جانثاری کی حکایت

نفوسِ قدسیہ کی لہو رنگ داستان

www.jamatdawa.org www.jamatdawa.org/undlas E-mail:undlas@jamatdawa.org